بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۱	بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء مطابق ذوالحج ۱۳۳۴ھ	جلد ۱۱

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ/ طلباء سے ۱۲/

غیر ممالک سے عہ/

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبدالسلام نے شائع کیا

احباب اپنا اپنا بقایا ادا کریں

تشحیذ کے خریداروں کی نہایت مہربانی ہوگی جو وہ اپنے اپنے ذمے کا بقایا ادا فرما دینگے۔ کیونکہ اسوقت فنڈ کی حالت نہایت کمزور ہے۔ ملازمین تو تین تین مہینے تنخواہ نہ لیں مگر نہ تو کاغذ مفت مل سکتا ہے نہ کاتب مفت لکھ کر دیتا ہے نہ چھپوائی مفت ہوسکتی ہے۔ اس لئے اگر تشحیذ کو آپ سلسلہ کیلئے مفید سمجھتے ہیں اور حضرت فضل عمر کے لگائے ہوئے پودے کو بارآور دیکھنا ضروری جانتے ہیں تو کم از کم اتنا تو کیجئے کہ رسالے جو پورے حجم کے ساتھ عین وقت پر مفید و علمی مضامین لئے ہوئے آپ کو پہنچایا جا رہا ہے اس کا چندہ ہمیں دیدیں اور اگر کوئی خریدار مہیا کر دیں تو یہ عین عنایت +

نومبر کا رسالہ

اس رسالہ میں ۱۶ صفحے زاید ہیں۔ ناظرین یہ بات نوٹ کرلیں۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی اطلاع ہو کہ اب تشحیذ کو کسی اور پریس میں چھپوانے کا مسئلہ درپیش ہے جو میں امید نہیں کرسکتا کہ اکتوبر کے اخیر تک طے ہوسکے اس لئے نومبر کے رسالے کے جو ۲۰ صفحات باقی ہیں وہ دسمبر کے رسالے کے ساتھ دیئے جائینگے +

امداد کا ایک اور طریق

تشحیذ کے فنڈ کو مضبوط کرنے کیلئے ایک یہ طریق بھی ہے کہ ہمارے دوست ان کتابوں میں سے چند کتابیں خرید لیں جن کا اشتہار کئی دفعہ شائع ہو چکا ہے +

مباحثہ امرتسر

یعنی وہ تحریری مباحثہ جو حال ہی میں مولوی غلام رسول صاحب احمدی فاضل راجیکی اور مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر کے درمیان ہوا ہے قابل دید ہے ۲ر قیمت ہے۔ مولوی صاحب موصوف کا ایک اور رسالہ اظہار حقیقت وفات مسیح کے ثبوت میں مدلل بہ آیات قرآنی شائع ہوا ہے اسکی قیمت ۱۰ر ہے اور سکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر سے ملیگا +

اسکے علاوہ **مباحثہ شملہ** جو غیر مبایعین کی تردید کیلئے اپنے اندر کافی مصالحہ رکھتا ہے ۲۰ر پر ملے گا + **پیغام حق** جو غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے اور مبتدی احمدیوں کے لئے نہایت مفید ہے ۴ر پر دیا جائے گا +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء

فیھا کتب قیمۃ

انجیلِ قرآنی

عیسائی ہمیں کہتے کہ جب قرآن مجید میں مُصدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ آیا ہے اور یہ کہ جو متقی ہیں وہ قرآن مجید سے پہلی نازل شدہ کتب کو بھی مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے۔ جو اس موجودہ انجیل پر تم ایمان نہیں لاتے +

ہماری گذارش یہ ہے کہ موجودہ انجیل چونکہ ترجمہ در ترجمہ ہے اس لئے محرف و مبدل ہے۔ جیساکہ مختلف نسخوں کے ملاحظہ سے بھی معلوم ہوسکتا ہے اور عیسائیوں کے اپنے طرز عمل سے بھی جو ہر نئے ایڈیشن میں کسی نہ کسی آیت کو الحاقی قرار دیتے ہیں۔ یا حذف فرماتے ہیں

ہمارا ایمان اس انجیل پر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہمارے عقیدہ کے مطابق خداوند عزوجل کیطرف سے نازل ہوئی۔ نہ ان سوانح و حالات کے مجموعہ پر جو کئی برس بعد متی مرقس لوقا نے لکھے۔ اسپر سوال کیا جاتا ہے کہ پھر وہ اصل انجیل کیا ہوئی۔ گو اس کا جواب ہمارے ذمے نہیں۔ تاہم۔ ہم چونکہ قرآن مجید کے متعلق ایمان رکھتے ہیں فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ اس لئے دکھاتے ہیں کہ قرآن مجید میں انجیل کونسی ہے جسپر ہمارا ایمان ہے۔ اکمل

آلِ عمران کی برگزیدگی

اللہ نے آدم کو۔ نوح کو۔ خاندانِ ابراہیم و خاندانِ عمران کو جہان کے لوگوں پر برگزیدہ کیا۔ یہ ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سب کچھ سُننے اور جاننے والا ہے +

مریم کی ماں کی دُعا

جب عمرآن کی ایک عورت نے کہا۔ اے میرے رب۔ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ وہ دُنیا کے کاموں سے آزاد کر کے میں نے تیرے حضور نذر کیا۔ تو میری طرف سے یہ نذر قبول کر۔ تو میری التجا کو سُننے والا۔ میری نیت کو جاننے والا ہے +

مریم کی پیدائش

جب اس نے جنا۔ تو عرض کیا۔ اے میرے رب میں نے یہ لڑکی جنی۔ اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ یہ مولود کس شان و مرتبہ کا ہے۔ اور لڑکا۔ لڑکی جیسا نہیں۔ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا۔ اور میں اسے اور اس کی اولاد کو دھتکارے ہوئے شیطان سے تیری حفاظت میں دیتی ہوں۔ پھر ایسا ہوا کہ اس کے رب نے اسے نہایت خوشی سے قبول کیا۔ اور اس کی اچھی طرح سے نشوونما و تربیت کی +

مریم علیہا السلام کی پرورش

اور اس کی سرپرستی کے لئے دریا میں قلمیں قرعے کے طور پر پھینکی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ :- زکریا کو اس کی پرورش کے لئے مقرر کیا +

مریم علیہا السلام کو غیب سے رزق

جب کبھی زکریا اس کے حجرے میں داخل ہوتے تو اس کے پاس پھل پاتے۔ ایک دن آپ نے پوچھا کہ اے مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے۔ کہا کہ اللہ کے ہاں سے اللہ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق دے +

مریم پر الہام

مریم نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا۔ تو اللہ نے اس میں اپنا پاک کلام پھونکا۔ اس نے اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی۔ اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی +

فرشتے کی بشارت

مریم اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک کھلے مکان میں جس میں کھل کر دھوپ آتی چلی گئی۔ اور ان سے الگ رہنے لگی۔ ہم نے اس کیطرف فرشتہ اپنے پاک کلام کے ساتھ بھیجا۔ جو ایک صحیح و سالم بشر کی صورت میں متمثل ہوا۔ مریم بولی۔ اگر تو پرہیز گار ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ وہ بولا۔ میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں +

وہ لڑکا کیسا ہوگا

اللہ تعالےٰ اپنے کلام سے جو اس کی طرف سے نازل ہوتا ہے یہ بشارت دیتا ہے کہ لڑکے کا نام مسیح۔ عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ جو دنیا و آخرت میں باعزت و آبرو ہوگا۔ اور خدا کے مقربوں میں سے ایک مقرب ہوگا۔ اور وہ لوگوں سے جیسے بچپن میں باتیں کرے گا (گونگا نہیں ہوگا) ایسے ہی بڑی عمر میں بھی کریگا۔ (بڑی عمر پائے گا) اور نیک بندوں میں سے ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ اسے کتاب اور پختہ باتیں تورات اور انجیل سکھائے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنائے گا۔ تب مریم نے کہا کہ میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا۔ کسی بشر نے تو مجھے چھوا تک نہیں۔ فرشتہ نے جواب دیا۔ اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب کسی کام کو سرانجام دینا چاہتا ہے۔ تو بس فرما دیتا ہے کہ ہوجا تو وہ کام ہو جاتا ہے +

مریم حاملہ ہوئی

تب مریم حاملہ ہوئی۔ اور وہ ایک دور مقام میں چلی گئی (بقول بعض مصر) دردِ زہ مریم کو ایک چھوہارے کے درخت کیطرف لے گیا۔ اور کہنے لگیں اے کاش میں اس سے پہلے مر کے بھولی بسری ہوجاتی۔ تب نیچے کیطرف سے کسی نے پکارا کہ تو رنجیدہ خاطر نہ ہو۔ تیرے رب نے تیرے نیچے کی طرف ایک چشمہ بہا رکھا ہے

لڑکا پیدا ہوا

اور چھوہارے کے درخت کو ہلاؤ۔ تو عمدہ اور تازہ چھوہارے گریں پس یہ کھا اور پانی پی۔ اور لڑکے سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ اور اگر تو کوئی آدمی دیکھے تو اسے جتا دے کہ میں نے خدائے رحمٰن کی نذر روزہ رکھا ہے کہ کسی انسان سے آج کلام نہیں کرونگی۔ پھر ایک عرصہ کے بعد وہ اسے اپنی قوم کے پاس سوار کرا کے لائی۔ تو لوگوں نے کہا مریم! یہ عجیب چیز لائی ہے +

مسیح اپنی قوم میں آتا ہے

اے ہارون کی بہن تیرا باپ تو بُرا آدمی نہ تھا۔ اور تیری ماں حد سے بڑھنے والی نہ تھی۔ مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ تو انھوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گود میں بچہ ہے۔ (بطور حقارت کہا۔ آپ اس وقت جوان تھے) مسیح نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ نے کتاب دی۔ اور مجھے نبی بنایا۔ اور جہاں کہیں میں رہوں مجھے برکت والا بنایا اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز۔ اور زکوٰۃ۔ اور اپنی ماں کی فرمانبرداری کا حکم دیا۔ اور مجھے سرکش و بدبخت نہیں بنایا۔ اور مجھ پر سلامتی ہے۔ جس دن میں پیدا ہوا۔ اور جس دن میں مرونگا۔ (صلیب کے نتیجے سے محفوظ رہونگا) اور جس دن میں زندہ اُٹھایا جاؤنگا +

مسیح کی تبلیغ

مسیح نے اپنی قوم کو کہا کہ میں تمہارے رب سے اپنی صداقت کے نشان لیکر آیا ہوں۔ اور میں تجویز کر سکتا ہوں مگر اس کے لئے جو طبعی صفات انسان ہو۔ کہ اُس میں کلام الٰہی کی ایسی رُوح پھونکوں کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق مادہ پرستی سے نکل کر ایک بلند پرواز انسان ہو جائے۔ اور میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو بری ٹھہراتا ہوں (وہ اپنے پچھلے جنم کی بدیوں کی وجہ سے کوڑھی نہیں ہوئے) اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اور جو کچھ تم کھاتے ہو یا اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو ان کی نسبت خدا کے احکام کی خبر دیتا ہوں۔ اور اس میں میری نبوت کا تمہارے لئے نشان ہے۔ اگر تم مومن ہو تو یقین لاؤ۔ اور میں توراۃ کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی۔ تصدیق کرنیوالا ہوں۔ اور جو کچھ تم پر (بداعمالی کی وجہ سے) حرام کر دیا گیا تھا۔ اس کا حلال ہونا بیان کرتا ہوں۔ اور اپنے رب سے نشان لے کر آیا ہوں +

مسیح کا ربّ اللہ ہے

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ وہ اللہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے +

مسیح کیا تھا؟

اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور اللہ تعالےٰ پر سوائے سچ کے نہ کہو۔ مسیح مریم کا بیٹا عیسےٰ اللہ کا رسول ہے اور اللہ کے

اُس حکم سے پیدا ہوا جو اللہ نے مریم کیطرف بھیجا۔ اور اس کیطرف سے ایک پاک روحانی انسان تھا۔ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور تین نہ کہو۔ اس سے باز آجاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ تو ایک ہی معبود ہے۔ اس کا پاک ہونا بیان کرو اس نقص سے کہ اس کا کوئی لڑکا ہو۔ کیونکہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ اور اللہ کافی کارساز ہے +

مسیح اللہ کا بندہ ہونے سے ناک نہیں چڑھاتا۔ اور نہ مقرب فرشتے عبودیت کے منکر ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے اللہ انھیں انکے کاموں کے پورے پورے اجر دیگا۔ بلکہ اپنے فضل سے زیادہ بھی دیگا۔ اور جو لوگ بندہ ہونے کو بُرا مناتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں ان کو دُکھ دینے والا عذاب دیگا۔ اور پھر اللہ کے سوا وہ اپنا کوئی کارساز اور مددگار نہ پائینگے۔ (النسا ۶۔ ع ۴) +

اللہ نے عیسےٰ بن مریم کو کھلے کھلے نشان دیئے اور اپنے پاک کلام سے اسکی تائید کی کیا جب کبھی کوئی رسول تمہاری دلی آرزوؤں کے خلاف آیا تم اکڑ بیٹھے۔ پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کے قتل کے درپے ہوئے۔ (البقرہ ۱۔ ع ۱۰) +

خدا کے فرمانبردار و کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ اور اسپر جو ہماری طرف اُتارا گیا۔ اور جو ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق و یعقوب اور اولاد یعقوب پر اُتارا گیا۔ اور جو کچھ عیسیٰ و موسیٰ کو دیا گیا۔ اور جو اور نبیوں کو اپنے رب سے ملا۔ ہم انمیں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے۔ اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں (البقرہ ۱۔ ع ۱۶) +

رسولوں کے قدم بہ قدم عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا۔ جو اپنے سے پہلے اُتری ہوئی تورات کی تصدیق کرنے والا تھا + اور ہم نے اسے انجیل دی جسمیں ہدایت اور نور تھا۔ اور جو تورات کی مصدق تھی۔ اور خدا ترسوں کے لئے موجب ہدایت و نصیحت ہے۔ انجیل والوں کو چاہیئے کہ جو کچھ اللہ نے اس میں نازل کیا اسکے مطابق (نبی کریم کے معاملہ میں) حکم کریں۔ اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم پر نہ چلے وہ نافرمان ہے۔ (المائدہ ۶۔ ع ۱۱) +

تثلیث صحیح نہیں

وہ لوگ کفر کرنیوالے ہیں جنھوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے۔ حالانکہ مسیح نے کہا اے

بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے۔ جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا۔ اللہ نے اسپر جنت حرام کر دیا +

سب سے زیادہ محبت کے قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ کیونکہ ان میں سے عالم لوگ ہیں اور تارک الدنیا۔ اور وہ غرور نہیں کرتے۔ جب سُنتے ہیں جو کچھ اس رسول (محمد صلعم) کی طرف نازل کیا گیا تو تو دیکھے گا کہ انکی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں بسبب اسکے کہ انھوں نے حق پہچان لیا۔ اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے ہمیں تو اپنے شہادت دینے والوں میں سے لکھ لے۔ اور ہم کیوں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس حق آیا۔ ایمان نہ لائیں ہم تو آرزو رکھتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کی جماعت میں داخل کرے +

مسیح مریم کا بیٹا۔ صرف رسول ہے اور اس سے پہلے کئی رسول ہو گذرے ہیں اور اسکی ماں صدیقہ تھی۔ دونوں ماں بیٹا کھانا کھاتے (بشری حوائج سے مستغنی نہ تھے) دیکھو امر حق کے دلائل کیا کھول کر بیان کئے گئے۔ مگر دیکھو کہ یہ راہ راست سے بہکے جاتے ہیں (المائدہ ۶- ع ۱۴) +

مسیح خدا کے حضور میں

اللہ تعالےٰ مریم کے بیٹے عیسےٰ کو فرمائے گا۔ میری نعمتوں کو یاد کر جو مینے تم پر اور تیری ماں پر کیں۔ مینے تجھے اپنے پاک کلام سے موئد کیا۔ تو لوگوں سے بچپن میں اور بڑی عمر میں (حسب پیشگوئی) کلام کرتا۔ اور مینے تجھے کتاب و حکمت۔ تورات و انجیل سکھائی۔ اور تو طینی صفات انسان کے لئے تجویز کرتا کہ میرے حکم سے اس میں کلام الٰہی کی رُوح پھونکتا۔ اور وہ مادہ پرستی سے اُٹھ کر بلند پروار انسان ہو جاتا۔ اور تو اندھے اور جذامی کو بری ٹھہراتا۔ اور مُردوں کو ظلمات کُفر سے باہر نکالتا۔ اور مینے تجھ سے بنی اسرائیل کو مقتول یالصلیب کر دینے سے روکا۔ جب تو ان کے پاس کھُلے کھُلے دلائل لایا۔ انمیں سے کافر بول اُٹھے۔ کہ یہ تو صریح دھوکہ دہی ہے اور جب مینے حواریوں کو وحی کی۔ کہ تم مجھ پر اور میرے فرستادے پر ایمان لاؤ۔ تو وہ بول اُٹھے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ اور پھر جب حواریوں نے کہا۔ اے عیسیٰ بن مریم کیا تیرا رب اپنی جناب سے خوانِ نعمت نازل کر سکتا ہے تو اس نے فرمایا کہ اگر تم مومن ہو۔ تو اللہ

سے ڈرو۔ وہ کہنے لگے۔ ہم اس سے کھائینگے اور اس لئے کہ ہمارے دل اس سے اطمینان پائیں اور ہم جان لیں کہ تُو نے سچ بیان کیا اور ہم اس پر گواہ رہیں عیسٰے بن مریم نے دُعا کی کہ اے اللہ ہمارے رب۔ اُتار ہم پر اپنی جناب سے خوانِ نعمت۔ جو ہمارے اگلوں کے لئے۔ اور ہمارے پچھلوں کے لئے عید ہو جائے اور تیری طرف سے ایک نشان ہو۔ اور ہمیں رزق دے اور تو اچھا روزی رساں ہے۔ اللہ نے فرمایا۔ میں وہ خوانِ نعمت تم پر نازل کرنے والا ہوں۔ جو اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا تو میں اسے ایسا عذاب شدید دونگا جو جہان کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ (المائدہ ۷۔ ع ۶) ؎

مسیح ایک بندہ تھا جس پر اللہ نے انعام کیا۔ اور اسے بنی اسرائیل کے لئے اپنا قدرت کا نمونہ (مَثَل) بنایا۔ اور اگر ہم چاہیں تو تمہارے بدلے فرشتے بناتے جو زمین پر خلافت کرتے۔ اور مسیحؑ اس ساعت کا علم ہے۔ پس تو اس گھڑی میں شک نہ کر اور میری پیروی کر یہ سیدھا رستہ ہے۔ اور تم کو شیطان نہ روکے۔ کیونکہ وہ تمہارے لئے کھلا دشمن ہے۔ اور جب عیسٰے کھلے نشانات لے کر آیا۔ تو کہا میں تمہارے پاس مضبوط باتیں لیکر آیا۔ اور اس لئے کہ جن بعض اُمور میں تم اختلاف کرتے ہو ان کو صاف کردوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ یہی سیدھا رستہ ہے۔ بنی اسرائیل کی جماعتوں نے باہم اختلاف کیا تو ان کی جو حد سے بڑھے دَرد دینے ولے عذاب کے دن سے تباہی ہے (الزخرف ۲۵ ع ۱۳) ؎

اور اللہ نے ان کے بعد اپنے پیغمبر بھیجے اور پھر عیسٰے بن مریم کو بھیجا۔ اور اسے انجیل دی اور جو اسکی پیروی کرتے ہیں انکے دلوں میں نرمی اور مہربانی پیدا کی۔ اور رہبانیت تو انھوں نے از خود نکال لی۔ اللہ نے ان پر فرض نہیں کی۔ ہاں یہ فرض کیا کہ اللہ کی رضامندی چاہو مگر اسکی رعایت نہ کی۔ جیسا کہ رعایت کا حق تھا۔ پس جو ان میں سے ایمان لائے ان کو اجر بخشا اور بہت ان میں سے بدکار ہو گئے۔ (الحدید ۲۷ ع ۲۰) ؎

مسیح کی پیشگوئی احمدؐ کے بارے میں

عیسٰی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف۔ تصدیق کرنے والا ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی۔ اور بشارت دینے والا ایک رسول عظیم الشان

کی جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمدؐ ہے۔ جب مسیح ان کے پاس کھُلے دلائل لایا تو انھوں نے کہا یہ صریح دھوکہ دہی ہے +

اے مومنو! میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو عذاب الیم سے تمھیں نجات دے۔ اللہ پر اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ مجاہدہ کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے گناہ بخشدے گا تمھیں ایسے جنات میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں بہتی ہیں۔ اور ایسے پاکیزہ مکانات دے گا۔ جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور پھر وہ چیزیں دے گا جنکی تم محبت رکھتے ہو۔ اللہ کی طرف سے نصرت اور نزدیک کی فتح۔ مومنوں کو بشارت دو +

تم اللہ کے دین کے ناصر بنجاؤ جیسے عیسٰے بن مریم نے حواریوں سے کہا۔ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر میرا کون مددگار ہے تو حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ اسپر بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے انکار کیا جو ایمان لائے۔ ان کو اپنے دشمنوں پر فتح بخشی اور وہی غالب رہے۔ (الصف ۲۸ ع ۱۰) +

مسیح کے قتل کے منصوبے

یہود نے خفیہ تدبیریں کیں۔ اللہ نے بھی باریک تدبیریں کیں۔ اور اللہ خیر و برکت کی تدبیریں کرنے والا ہے +

مسیح کو محفوظ رہنے کی بشارت

جب اللہ نے کہا اے عیسٰی میں ہی تجھے وفات دینے والا ہوں اور تجھے اپنی جناب میں رفع رُوحانی دینے والا ہوں۔ اور تجھے کافروں کے الزاموں سے پاک کرنے والا ہوں۔ اور تیرے جو تابع ہوئے انھیں ان لوگوں پر جو کافر ہوئے قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔ پھر میری طرف تمہاری بازگشت ہے۔ اور میں تمہارے درمیان فیصلہ کرونگا۔ جس بات میں تم باہم جھگڑتے تھے (آل عمران ۳ ع ۱۴) +

یہودیوں کا غلط گمان

یہودیوں نے کہا کہ ہم نے مسیح مریم کے بیٹے کو

جو رسول اللہ تھا قتل کیا۔ اور انھوں نے اس کو قتل نہیں کیا اور صلیب پر نہیں مارا بلکہ وہ مسیح مشابہ بہ مقتول بالصلیب ان کے لئے بنایا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا وہ اس کے حالات کی طرف سے شک میں ہیں۔ اپنے ظن کی پیروی کے سوا انھیں کچھ بھی علم نہیں۔ یہودی مسیح کے قتل کے بارے میں یقین کے درجے پر نہیں پہنچے۔ بلکہ اللہ نے اپنی طرف مرفوع کیا۔ اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اور کوئی اہلِ کتاب میں سے نہیں۔ مگر وہ اپنی موت سے پہلے مسیح کے مقتول بالصلیب ہونے پر ایمان لاتا رہے گا۔ اور قیامت کے دن مسیح ان کے برخلاف گواہ ہوگا (النساء ۶ ع ۲۴) +

اور ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو نشان بنایا۔ اور ان دونوں کو ایک اونچی اور چشمہ دار جگہ پر صلیب کی مصیبت کے بعد رہنے کی جگہ دی (المومنون ۱۸ ع ۳) +

مسیح کی پیشی خدا کے دربار میں

اور جب اللہ فرمائے گا۔ اے مریم کے بیٹے عیسےٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود قرار دو۔ تو وہ کہے گا۔ تیری پاکی بیان کرتا ہوں مجھے ہرگز شایاں نہیں۔ کہ میں وہ بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق حاصل نہیں۔ اگر مینے اسے کہا ہوگا۔ تو تو ضرور اس کو جانتا ہے۔ جو کچھ میرے جی میں ہے۔ تو اسے جانتا ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ تیری ذات میں ہے بیشک تو ہی چھپی باتوں کا جاننے والا ہے۔ مینے انھیں وہی کہا۔ جو تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی جو میرا اور تمہارا رب ہے عبادت کرو۔ اور جب تک میں ان میں رہا۔ ان کا نگران رہا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دی تو پھر تو ہی ان پر نگہبان رہا۔ اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرا اختیار۔ کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو بخشدے تو بھی تیری مرضی۔ کیونکہ تو غالب۔ حکمت والا ہے +

اللہ فرمائے گا کہ یہ دن ہے کہ راستبازوں کو ان کا صدق نفع دے گا۔ ان کے لیے جنات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے

اللہ ان سے راضی - اور وہ اللہ سے راضی - یہی بڑی کامیابی ہے (المائدہ - ۷ ع ۶)

مسیح کے بارے میں فیصلہ کی ایک راہ

عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے - جیسے آدم کی - اس کو مٹی سے پیدا کیا - پھر کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا - یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک کرنے والوں سے نہ ہو - اور جو اس یقینی علم کے بعد تم سے جھگڑا کرے - تو اسے کہدے آؤ ہم اپنے بیٹے کو بلائیں - اور تم اپنے بیٹے بلاؤ - اور ہم اپنی بیبیاں بلائیں اور تم اپنی بیبیاں بلاؤ - اور خود ہم تم بھی شریک ہوں - پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کہیں - یہ سچا بیان ہے - اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں - اور اللہ زبردست حکمتوں والا ہے - اگر اعراض کریں تو یاد رہے کہ اللہ مفسدوں کو خوب جاننے والا ہے - اے اہل کتاب آؤ - ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہو - وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں - اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں - اور کوئی ہم سے ایک دوسرے کو اللہ کے سوائے رب نہ بنائے - اگر اعراض کریں تو اعلان کر دو - کہ تم گواہ رہو - ہم خدا کے حکم کے فرمانبردار ہیں -

(آل عمران ۳ ع ۱۴ و ۱۵)

"مسیح یا محمدؐ"

اس نام سے موسوم ایک ٹریکٹ۔ ان زہریلے ٹریکٹوں میں سے جو یسوعی پادری بھولے بھالے اہل اسلام کو گمراہ کرنے کے لئے شائع کرتے رہتے ہیں۔ میری نظر سے گذرا عجب تزویر آمیز۔ پیرائے سے مسیح کی فضیلت سرور کائنات فخر موجودات پر ثابت کی گئی ہے۔ میں اسکے متعلق ایک سرسری نظر کر کے ان ابلہ فریب کارروائیوں کو طشت از بام کرنا چاہتا ہوں۔

۱- مسیح کے بعد کوئی نبی آنیوالا نہیں

اعتراض اوّل۔ چنانچہ پادری صاحب لکھتے ہیں "ہمارے محمدی بھائی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمدؐ صاحب (صلے اللہ علیہ وسلم) خدا تعالےٰ کی طرف سے پیغمبر ہو کر تشریف لائے۔ وہ خاتم النبیین اور تمام انبیاء سے بزرگ و برتر ہیں۔ انہی کا دین سچا دین ہے۔ اور اسی دین کی تقلید و پیروی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے"۔

۲- انجیل میں آنحضرت صلعم کی بعثت کی بشارت موجود ہے

معلوم نہیں ہمارے مسیحی دوست کو اسپر تعجب کیوں ہے۔ یہ تو وہی بات ہے جو خود ان کا خداوند اپنی انجیل (واضح ہو کہ انجیل کے معنے بشارت کے ہیں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بعثت محض جناب محمدؐ مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت دینے کے لئے ہوئی تھی) میں فرما چکا ہے۔ چنانچہ باوجود سخت تحریف معنوی کے بھی الفاظ ایسی صورت میں موجود ہیں جنسے ایک طالب حق پر کھلجاتا ہے۔ کہ اس میں حضرۃ خاتم النبیین کی بعثت کی پیشگوئی ہے۔ اور کسی ذات بابرکات پر وہ الفاظ صادق نہیں آتے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

یوحنا باب ۱۶۔ "لیکن میں اس پاس جس نے مجھے بھیجا (یعنی

اپنی رسالت کا مقر ہے نہ مدعی الوہیت) جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا - کہ تو کہاں جاتا ہے - بلکہ اس لئے کہ مینے یہ باتیں تم سے کہیں تمہارا دل غم سے بھر گیا - لیکن میں تمھیں سچ کہتا ہوں - کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ وہ ہے - کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلّی دینے والا تم پاس نہ آئے گا پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیجدوں گا - اور وہ آن کر دُنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا - گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے - راستی سے اس لئے - میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں - اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے - عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے - میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں - پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے - لیکن جب وہ یعنی رُوح حق آئے - تو وہ تمھیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی - اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی - لیکن جو کچھ وہ سُنیگی سو کہے گی - اور تمھیں آیندہ کی خبریں دیگی - وہ میری بزرگی کریگی "

اس پیشگوئی کا لفظ لفظ بتا رہا ہے کہ سوائے آنحضرت صلعم کے وہ کسی پر صادق نہیں آسکتی - اور اس کا انتظار بھی اہل کتاب میں تھا - چنانچہ وہ پوچھتے ہیں کیا تُو وہ نبی ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی انمیں شائع ذائع تھی *

"رُوح حق سے مراد سرور کائنات ہیں"

غور کرنے سے صاف کُھلتا ہے کہ مسیح اپنی تعلیم کو ناقص قرار دیتا ہے - اور ایک اور آنے والے کی خبر سُناتا ہے - "جسکے دین کی پیروی سے نجات حاصل ہوسکتی ہے" چنانچہ اسکے نشان بتاتا ہے - جو ہرگز عیسائیوں کی رُوح القدس پر صادق نہیں آتے - اور جناب ختمی مآب پر صادق آتے ہیں - رُوح القدس مزعومہ مسیحیان نے نہ تو کامل تعلیم دی - اور نہ مسیح سے بڑھ کر کوئی بات بتائی - مختلف بولیاں بولنے لگ جانا کوئی بڑی بات نہیں - ہاں حضرت خاتم النبیین علیہ صلوٰۃ اللہ رب العٰلمین نے کامل سچائی کی راہ بتائی - چنانچہ قرآن مجید اور انجیل کا مقابلہ کر کے دیکھ لو انجیل میں سوائے پہاڑی وعظ اور چند واقعات کے جو یسوع مسیح پر گذرے کچھ بھی نہیں

اور قرآن مجید میں نہ صرف توحید و آخرت و نبوت و عقائد حقہ کی تعلیم ہے۔ بلکہ تمام اقسام کے اعمال صالحہ اور مذاہب باطلہ کی تردید۔ اور دُنیا کے تعلق کی بھی مکمل ہدایات ہیں۔ اور پھر ماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ کی آیت سے جو کچھ وہ سُنے گی سو کہے گی۔ کی تصدیق ہوگئی۔ آپ نے جو پیشگوئیاں فرمائیں۔ ان سے بھی قرآن مجید کی کوئی سورۃ بلکہ رکوع خالی نہیں برخلاف اس کے اس مزعومہ رُوح القدس نے کچھ بھی نہ بتایا۔ نہ دُنیا کو گناہ اور راستی اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرایا۔ ہاں نبی کریم صلعم نے مسیح کو الزامات سے پاک کرکے انکی بزرگی یہودیوں کے دلوں میں بٹھائی۔ اور جنھوں نے حق کو نہ مانا ان کو سزا دلوائی۔ باقی رہی یہ بات کہ رُوح کیوں کہا گیا۔ سو جو خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ رُوح ہی ہوتے ہیں۔ اور ان میں بقول مسیح اس جہان کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ اور یہ محاورہ بائبل میں ہے۔ چنانچہ ۴ باب یوحنا پہلا خط۔ ہر ایک رُوح کی تصدیق مت کرو بلکہ امتحان کرلو۔ یہاں رُوح سے مراد واعظ ہے

پس پادری صاحب اس پیشگوئی پر خوب غور کریں۔ اور دیکھیں کہ مسلمان جو خاتم النبیین پر ایمان لائے ہیں تو انھوں نے غلطی نہیں کی۔ بلکہ یسُوع نے بھی اپنے پیرووں کو یہی حکم دیا تھا۔ اور انھیں صاف جتا دیا تھا کہ بنی اسرائیل سے نبوت چھن جانیوالی ہے اور بنی اسماعیل میں چلی جائے گی۔ دیکھو متی باب ۲۱ "اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی۔ اور ایک قوم کو جو اسکے میوہ لائے دیجائے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا۔ پر جس پر وہ گرے اُسے پیس ڈالے گا"

بنی اسرائیل سے نبوت منتقل ہو کر بنی اسماعیل میں آنے والی تھی۔

وہ قوم جسے خدا کی بادشاہت دی گئی وہ یقیناً **اسلام** ہے کیونکہ اس میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا ہوتا ہے تا یہ کلام مسیحیوں پر حجت قائم کرے جو اسی باب میں ہے "لیکن جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا۔ آپس میں کہنے لگے وارث یہی ہے آؤ اسے مار ڈالیں کہ اسکی میراث ہماری ہو جائے۔ اور اسے پکڑ کے اور انگورستان کے باہر لے جاکر **قتل** کیا۔ جب انگورستان کا مالک آئے گا۔ تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا۔ وہ اسے بولے۔ ان بدوں کو بُری طرح مار ڈالیگا اور انگورستان

یسوع کی ایک تمثیل میں آنحضرت صلعم کا ذکر

کو اور باغبانوں کو سونپے گا۔ جو اسے موسم پر میوہ پہنچائیں +

اس تمثیل کے پہلے حصے میں یسوع مسیح کا ذکر ہے جو بیٹا کہلایا۔ اور اس کا صلیب پر دیا جانا بھی مسلّمہ فریقین ہے اور دوسرے حصے میں جناب ختمیت مآب کی پیشگوئی ہے جبکہ نبوت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں آگئی۔ جنھیں اسرائیلی حقارت سے دیکھتے تھے۔ لیکن "جس پتھر کو راج گیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔" کے ماتحت (اور یہ پیشگوئی ایسی ضروری ہے کہ اس پیشگوئی کی اشاعت حجرِ اسود تصویری زبان میں اب تک کر رہا ہے) انگورستان اور باغبانوں (اسماعیلیوں) کے سپرد ہوا۔ جو اسے موسم پر میوہ پہنچانے ہیں چنانچہ:۔

موسم پر میوہ پہنچانے والا اسلام ہے

امتِ محمدیہ میں اب تک ملہم پیدا ہوتے ہیں۔ اور خدا کا مکالمہ مخاطبہ تمام قوموں سے بند ہے۔ لیکن اس امت سے جاری ہے تا اس کلام کی تصدیق ہوتی رہے اور اس نشان سے وہ قوم پہچانی جائے جو خدا کے نزدیک مقرب اور حق پر ہے۔ افسوس ان پر جو دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتے +

نبی کریم صلعم نجات دہندہ ہیں

اعتراض دوم۔ اس سے آگے پادری صاحب یوں دامِ تزویر پھیلاتے ہیں۔ "اختلاف اسی بات میں ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک مسیح۔ اور مسلمانوں کے نزدیک محمدؐ صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نبی آخرالزمان افضل الانبیاء اور نجات دہندہ ہیں" +

نبی کریم صلعم ہی نجات دہندہ کہلا سکتے ہیں

غور کرنے کی بات ہے۔ کہ دُنیا تو اسی کو نجات دہندہ قرار دے گی جس نے اس دُنیا میں مختلف قیدوں سے (خواہ وہ جسمانی سلطنت کے اعتبار سے تھیں اور خواہ رسوم باطلہ و عقائد فاسدہ و اعمال کاسدہ کی) نسل انسان کو بچایا اور نجات دی +

یسوع مسیح نے تو اپنے ماننے والوں کو اس وقت جو نجات دی سب کو معلوم ہے بلکہ بچارا خود بھی ماخوذ ہوا۔ حالانکہ رو رو کر دُعا مانگی۔ جو یسوعیوں کے نزدیک قبول نہ ہو سکی۔ چنانچہ دُعا جن حالات جن الفاظ میں ہوئی وہ مفصلہ ذیل ہیں:۔

یسوع تو اپنے تئیں بھی نجات نہ دلا سکا

"تب اس نے ان سے کہا کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت ہے۔ تم یہاں ٹھہرو۔ اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ اور کچھ اور آگے بڑھ کے مُنہ کے بل گرا۔ اور دُعا مانگتے ہوئے کہا۔ کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جائے × × × × × × تب شاگردوں کے پاس آیا اور انھیں سوتے پاکر پطرس سے کہا۔ کیا تم میرے ساتھ ایک گھنٹہ نہیں جاگ سکے۔ جاگو اور دُعا مانگو تاکہ امتحان میں نہ پڑو۔ رُوح تو مستعد پر جسم سُست ہے۔ پھر اس نے دوبارہ جاکر دُعا مانگی × × × × × × اور وہی بات کہہ کر تیسری بار دُعا مانگی۔

پھر باوجود اسقدر دُعا۔ (جس سے یسوع کے مسئلہ اُلوہیت پر بھی روشنی پڑتی ہے) اور شاگردوں کو بار بار جگانے اور ملامت کرنے کے وہ پیالہ بقول یسوعیان نہ ٹل سکا۔ پس جو خود نجات نہ پا سکا وہ دوسروں کو کیا نجات دے گا۔"

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :-

یسوع کی پیدائش غیر معمولی طریق پر نہیں ہوئی اور نبی کریم کی معمولی طریق پر

ان کی پیدائش کے وقت کوئی عجیب و غریب بات وقوع میں نہیں آئی۔ ان کی پیدائش کا حال بالکل اور لوگوں کا سا ہے۔

اگر عجیب الخلقت ہونا۔ نجات دہندہ ہونے کا نشان ہے تو جناب من مجھے معاف فرمائیے۔ کہ اس طرح پر دُنیا میں بہت سے ایسے نجات دہندے ثابت ہونگے جو الف سے نام ب تک نہیں جانتے۔ اور پھر یسوع سے زیادہ حضرت آدم نجات دہندگی کے مستحق ہیں جو نہ صرف بے باپ بلکہ بے ماں بھی پیدا ہوئے۔

یسوع کی پیدائش غیر معمولی نہیں

خدا تعالےٰ نے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ۔ فرما کر بتایا کہ عیسےٰ کی پیدائش غیر معمولی اور بے مثل اور عجیب و غریب نہیں۔ پھر سورہ مریم میں پہلے یحییٰ کی ولادت کا ذکر اسی لئے کیا ہے تا ظاہر ہو کہ مسیح کی پیدائش کوئی اعجوبہ نہیں۔ یحییٰ کا والد بھی بلغت من الکبر عتیا کا مقر ہے اور کانت امرءتی عاقرا کہہ کر اپنی زوجہ کے عجز کا بھی شاہد ہے اور مسیح کی ولادت کے لئے تو ایسے صاف اور کھلے کھلے الفاظ بھی نہیں۔

> بے باپ پیدا ہونا دلیل فضیلت نہیں

جس کتاب (قرآن) سے آپ بیں بگڑتے ہیں اسکی منکر ہیں حالانکہ اس کتاب میں مسیح کو عبد لکھا گیا ہے نہ کہ خدا۔ اور یہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ بے باپ پیدا ہونا کوئی دلیل اُلوہیت یا بزرگی نہیں۔ ورنہ حضرت آدم کو جو بے ماں بے باپ پیدا ہوئے۔ یسوع پر بہرحال فضیلت ہوگی پھر نامہ عبرانیاں باب ۷ آیت ۱-۳ کے یہ الفاظ ہیں :۔

”کیونکہ یہ ملک صدق سالیم کا بادشاہ خدا تعالےٰ کا کاہن تھا × × × × × یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ جس کے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر۔ مگر خدا کے بیٹے سے مشابہ ٹھہر کر ہمیشہ کاہن رہا ہے“ +

جس سے یہ ظاہر ہے کہ بے باپ یا بے ماں باپ پیدا ہونا کوئی مسیح سے خاص نہیں بلکہ اگر تاریخ عالم آپ غور سے پڑھینگے تو ہندوؤں کے کئی ایسے بزرگ پاؤ گے +

> نبی کریم کی پیدائش غیر معمولی تھی

اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش واقع میں ایک غیر معمولی پیدائش تھی بشرطیکہ کوئی خدا ترس دل سوچے۔

عرب سا ریگستان ملک۔ باشندوں کی سنگدلی اور جاہلیت ضرب المثل ایک یتیم۔ ایک ایسی کتاب لایا۔ ایسا دین لایا۔ جو دُنیا کے تمام ادیان پر غالب و مظفر و منصور ہوا۔ اور قرآن مجید نے اس پیدایش کو بطور اعجاز کے پیش کیا ہے۔ پھر

> آنحضرت صلعم کی پیدایش پر عجیب واقعات

اگر آپ عجیب و غریب واقعے ہی سُننے کے مشتاق ہیں۔ تو سُنیئے کہ یہ بات ہم تک اس سے زیادہ اور صحیح اور معتبر روایات سے پہنچی ہے۔ جتنے آپ تک انجیل پہنچی (کیونکہ اسکے مؤلفین کے سوانح بھی پبلک میں نہیں آئے۔ اور راویانِ حدیث میں سے ایک ایک راوی کے حالات ثقتہ اعتبار۔ صدق پر پوری تنقید ہو چکی ہے) کہ جس روز حضور پیدا ہوئے۔ ملک ایران میں آتشکدے جو ہزار ہزار سال سے دہک رہے تھے یکدم بجھ گئے۔ ایوانِ کسریٰ کے کنگرے گر پڑے اور آتش پرستوں کے پیشوا نے خواب دیکھا کہ عرب کے اونٹ دریائے دجلہ سے ملک ایران میں آگئے۔ اور ہمارا ملک تاخت و تاراج ہو رہا ہے۔ پھر یہ نظارے خواب و خیال ہی کے نہیں رہے بلکہ واقع میں ایران کے آتشکدے سرد پڑ گئے۔ ایوانِ کسریٰ میں تزلزل

پڑ گیا۔ اور اس قدیمی سلطنت کی شوکت و حشمت مٹا دیگئی۔ اور عرب سے شیطان مایوس ہو گیا۔ کہ پھر اسکی پرستش کیجائے۔ آپ کی ولادت سے ایک سال پیشتر وہاں سخت قحط تھا جو بالکل دُور ہو گیا۔ چنانچہ اس سال کا نام سنتہ الفتح والابتہاج قرار پایا۔ پھر آپ کی پیدایش یہاں تک عجیب و غریب ثابت ہوئی۔ کہ ایک طرف ابی سینیا کے حبشی بادشاہوں کا جو حجاز پر آئے دن چڑھائیاں کرتے رہتے تھے نام و نشان نہ رہا۔ دوسری طرف اپنی قوم کو وہ آزادی دی۔ کہ پھر مفتوح نہ ہوئی۔ چنانچہ اب تک جو حاکم ہے وہ بھی خادم حرمین ہی کہلاتا ہے۔ پس اس پیدایش سے بڑھ کر عجیب و غریب پیدایش اور کس کی ہو سکتی ہے + اگر اب بھی آپ کو یقین نہیں آیا کہ نبی کریم کی پیدایش پر عجیب و غریب واقعے ہوئے۔ تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ بندۂ خدا سوچو تو ایک شرک میں گرفتار اجڈ قوم۔ تین سو ساٹھ بُت کی پجاری۔ مگر تھوڑے دنوں میں اس پیدایش کے بعد وہ ایک خدا کی پرستار ہو گئی۔ پھر اسکی فتح کا سلسلہ چین تک پہنچا۔ اور بڑی بڑی سلطنتیں ان کے مقابلہ میں ہیچ ثابت ہوئیں۔ دُنیا بھر کے علوم کا منبع یہی قوم قرار پائی۔ یہ تبدیلی۔ یہ تغیر۔ عجیب و غریب نہیں۔ تو اور کیا۔ آپ کسی اور قوم میں اس درجہ اس قدر نمایاں تبدیلی مجھے دکھا دیں۔ تو میں مان لونگا کہ آپ کی پیدائش عجیب و غریب نہیں +

پھر پادری صاحب رقمطراز ہیں :۔

"آخر کار چالیس برس کی عمر میں وہ کہنے لگے کہ حضرت جبرائیل ان سے ہمکلام ہوئے لیکن اس سے پیشتر کوئی ایسا نشان ظاہر نہیں ہوا جس سے لوگ یہ سمجھے کہ وہ پیغمبر ہو گئے "

نبی کریم سے چالیس برس پہلے کوئی نشان معجزہ نبوت ظاہر نہیں ہوا

خوب! جو ہماری نظر میں خوبی ہے۔ آپ قصور نظر سے اسے عیب قرار دے رہے ہیں۔ یہی تو ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ مفتری نہ تھے کیونکہ چالیس سال تک کوئی دعویٰ کسی قسم کا نہیں کیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ بڑی تحدی سے پیش کیا گیا ہے۔ اور یوں نشان تو ہزاروں ظاہر ہوئے۔ پر کوئی سوچنے والا ہو تو صرف اسی ایک واقعہ کو دیکھے۔

چالیس سال کی عمر میں دعویٰ نبوت ثبوت صداقت ہے

جب کہ خانہ کعبہ کی بُنیادوں میں حجرِ اسود رکھنے پر جھگڑا ہُوا۔ اور آپ نے ایک چادر میں اسے رکھ کر چاروں گروہوں کو راضی کر دیا۔ اور پھر اپنے دست مبارک سے اسے رکھا تا پر ظاہر ہو کہ اس خدا کے گھر کی بُنیاد انہی مقدس ہاتھوں سے رکھی جائے گی۔ اور بیت اللہ کے حضرت ابراہیم کیطرح اصل بانی اور پھر محافظ۔ اور پھر اس گھر کے مالک کا نام چار دانگ عالم میں پھیلانے والے حضور ہی ہیں پھر ایک سفر میں بحیرہ نام ایک راہب نے جو کچھ فرمایا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں +

چالیس سال پہلے نشان ظاہر ہوئے

کیا اُس نے بعض نشانوں سے آپ کے نبی ہونے کی خبر نہیں دی۔ پھر بی بی خدیجہ جس کے ساتھ پچیس ۲۵ برس کی عمر میں آپ کا نکاح ہُوا۔ اور ۱۵ سال آپ کے ساتھ گذار چکی ہے گواہی دیتی ہے۔ ابشر فواللّٰہ لا یخزیك اللّٰہ ابدًا اِنّك لتصل الرحم وتصدق الحدیث وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علٰے نوائب الحق +

(بشارت ہو۔ اللہ آپ کو ذلیل نہ کرے گا۔ بیشک آپ صلۂ رحمی کرتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ دکھیوں کے دُکھ برداشت کرتے۔ مفلس کو دیتے۔ مہمان نوازی کرتے۔ اور بھلے کاموں میں وقتاً فوقتاً اعانت کرتے ہیں)

کہ آپ کا کیرکٹر نہایت اعلےٰ ہے اور نزول وحی کے دعوٰی میں آپ ہرگز فریب خوردہ یا کاذب نہیں۔ پھر چچا ان کے نوفل بھی اس کے مصدّق ہیں۔ اور اہل کتاب کے بارے میں بھی آیا ہے کہ یعرفونه کما یعرفون ابناءھم۔ یعنی آپ میں نشانات نبوۃ ایسے ظاہر تھے کہ جیسے کوئی اپنے بیٹے کو پہچان سکتا ہے ایسے ہی یہ لوگ آپ کو پہچان سکتے ہیں۔ اور آپ یہ کہے چلے جاتے ہیں۔ کہ **کوئی نشان ظاہر نہیں ہُوا جس سے لوگ یہ سمجھتے کہ پیغمبر ہونگے +**

لوگوں نے تو سمجھا اور ضرور سمجھا۔ بلکہ گواہی دی۔ افسوس آپ پر۔ اور آپ کے فہم پر جسپر یہ حقیقت نہ کھلی۔ یا کھلی تو رسم و رواج۔ نام و نمود۔ الف عادت کی پابندی نے تسلیم نہ کرنے دیا۔ خدا آپ ایسے ٹائپ کے لوگوں پر رحم کرے جو نہ صرف خود فریب خوردہ

ہیں بلکہ دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالتے ہیں۔ اور اس نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بُجھانا چاہتے ہیں۔ جسکی روشنی تمام جہان میں پھیلانے کا وہ نور السموٰت والارض وعدہ کر چکا ہے۔

یسوع سے پہلے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا

اور یسوع سے بھی پہلے کونسے نشانات خدائی کے ظاہر ہوئے۔ اس نے بھی عام گنہگاروں کیطرح یوحنا سے بپتسمہ پایا۔ دیکھو متی باب ۳ "تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس آیا تاکہ اس سے بپتسمہ پائے۔ × × × × اور یسُوع بپتسمہ پاکے وہیں پانی سے نکل کے اوپر آیا۔ اور دیکھو کہ اسکے لئے آسمان کھُل گیا۔ اور اُس نے خدا کی رُوح کو کبوتر کی مانند اُترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا" گویا بپتسمہ پانے اور بیعت توبہ کے بعد یسوع اس قابل ہُوا کہ اس پر خدا کی رُوح اُترے۔ پھر رُوح اُتری بھی تو کبوتر کی شکل میں۔ جتنا ظرف ہو۔ اسی کے مطابق فیض اُترتا ہے۔ ایک ہمارے نبی کریم ہیں کہ آپ نے جب رُوح کو دیکھا تو اس سے تمام اُفق بھرا ہُوا تھا چنانچہ شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں۔ "حضرتؐ کو اوّل نبوت میں حضرت جبرائیل نظر آئے اپنی اصل صورت پر ایک کُرسی پر بیٹھے۔ آسمان ان سے بھر رہا۔ کنارے سے کنارے تک"۔

قرآن کے الفاظ یسوع کی پیدائش کی خصوصیت نہیں ثابت ہوتی

اس کے بعد پادری صاحب یسُوع مسیح کی پیدائش عجیبہ کا قصہ لکھتے ہیں جو مطلق عجیب نہیں۔ بلکہ آپ کے انجیلی اختلاف نے اسے مشتبہ بنا دیا ہے۔ اگر مریم نے انی یکون لی غلمٌ کہا تو اِدھر حضرت زکریا نے بھی رب انی یکون لی غلمٌ کہا۔ اگر اس طرف کذٰلک۔ قال ربک ھو علیّ ھیّن فرمایا۔ تو ادھر زکریا کو بھی یہی ارشاد ہے کہ ھو علی ھین۔ بلکہ ساتھ ہی دلیل بھی دی۔ وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئاً۔ کہ تجھے پیدا کیا حالانکہ تو کچھ بھی نہ تھا۔ پس یہ "از حد عجیب" کیا۔ عجیب بھی نہیں اور یہ جو آپ لکھتے ہیں کہ خدا نے فرمایا وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَةً مِّنَّا سو اس میں بھی کوئی خصوصیت مسیح کی نہیں۔ وہ تو ایک رحمت تھی۔ خدا نے بارش کو بھی رحمت فرمایا۔ پھر نبی کریم صلعم کے بارے میں ارشاد ہے۔ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ

آیۃ للناس میں بھی خصوصیت نہیں

اِلَّا رحمۃً للعالمین۔ کہ اے نبی نہیں تو مگر رحمت واسطے تمام جہانوں کے۔ اب فرمایئے کس کا درجہ بڑا ہوا۔ وہ جو اسے رحمت فرمایا۔ یا وہ جسے تمام جہانوں کے لئے "رحمت" فرمایا + اور آیت کے بارے میں تو کوئی خصوصیت مسیح کی نہیں۔ بلکہ یہ لفظ تو فرعون کے لئے بھی آچکے ہیں۔ لتکون لمن خلفک اٰیۃً وان کثیرًا من النّاس عن اٰیٰتنا لغٰفلون۔ اور پھر اس بزرگ کو جس نے انی یحیی الارض بعد موتہا کہا اس کو بھی ولنجعلک اٰیۃً للنّاس فرمایا + اب بولو کہ مسیح کی اس اٰیۃً کے لفظ سے کیا خصوصیت و فضیلت رہ گئی؟ ۔ پادری صاحب بولو اگر آپ کے پاس کچھ جواب ہے؟ پھر سُنئے خدا فرماتا ہے:۔

اِنَّ فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک الّتی تجری فی البحر بما ینفع النّاس وما انزل اللہ من السّماءِ من مّاءٍ فَاَحْیَا بہ الارض بعد موتہا۔ وبثّ فیہا من کل دآبّۃٍ وتصریف الرّیٰح والسّحاب المسخر بین السّماء والارض لاٰیٰت لّقوم یّعقلون + صرف مسیح یا انکی پیدایش ہی آیت نہیں۔ بلکہ آسمانوں اور زمین کی پیدایش میں اور دن رات کے بدلنے میں اور کشتی میں جو آدمیوں کے نفع کی چیزیں لے کر چلتی ہے۔ اور اس میں جو آسمان سے اللہ نے پانی اُتارا۔ اور زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا۔ اور پھیلائے اُس میں سب قسم کے جانور۔ اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہے۔ عقلمند لوگوں کے لئے آیات ہیں +

پھر فردًا فردًا سُنو!

(۱) ومن اٰیٰتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجًا۔ اس کے آیات سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری قسم کے جوڑے پیدا کئے +

(۲) ومن اٰیٰتہ خلق السّمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لاٰیٰت للعٰلمین۔ زمین و آسمانوں کا پیدا کرنا۔ اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف۔ اس میں بہت سے آیات ہیں۔ سمجھ بوجھ والوں کے لئے +

(۳) ومن اٰیٰتہٖ منامکم باللیل والنھار۔ اور اس کے نشانوں میں سے تمہارا سونا رات اور دن کو +

ومن اٰیٰتہٖ یریکم البرق خوفاً وطمعاً۔ اس کے آیات سے ہے تمہیں بجلی ڈر اور امید کے لئے دکھاتا ہے +

غرض اس جہان کا ذرہ ذرہ آیت ہے +

اور سُنو۔ خدا فرماتا ہے۔ لقد کان فی یوسف واخوتہٖ اٰیٰت للسّائلین سوال کرنے والوں کے لئے یوسف اور اس کے بھائیوں میں کئی آیات ہیں (۲) لقد کان لکم اٰیۃ فی فئتین التقتا۔ دو گروہوں میں جو متقابل آئے تمہارے لئے آیت ہے۔ اب تو آپ پر بخوبی کُھل گیا ہوگا۔ کہ آیت سے مسیح کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی + اور جس نبی سے تم مسیح کا مقابلہ کرتے ہو اسپر جو کتاب نازل ہوئی اس کا ایک ایک فقرہ آیت کہلاتا ہے۔ اسکے مقابلہ پر مسیح کو آیت کہنا کیا حقیقت رکھتا ہے +

مسیح کو روح کہا گیا

اعتراض چہارم۔ چوتھی وجہ فضیلت پادری صاحب یہ ٹھہراتے ہیں:۔ کہ ہم نے اس میں اپنی رُوح پھونکی اور اس طرح سے اس کو اور اس کے بیٹے کو لوگوں کے لئے ایک نشان ٹھہرایا۔

ایک نشان ٹھہرانے کی حقیقت تو میں واضح کر چکا ہوں +

روح پھونکے جانے میں کوئی فضیلت نہیں

"رُوح پھونکنا" جس آیت کا ترجمہ وہ یوں ہے۔

فنفخنا فیھا من روحنا جس کے صحیح معنے ہیں۔ ہم نے مریم کو اپنا کلام کہا۔ اس میں کوئی دوسرے انبیاء سے فضیلت نہیں۔ علی الخصوص نبی کریم صلعم سے جو تمام انبیاء کے کمالات کے بحکم فبھدٰھم اقتدہ جامع تھے +

پھر نہ صرف حضرت آدم کے لئے بلکہ تمام ماموران الٰہی کے لئے آتا ہے۔ انی خالق بشراً من صلصال من حمأ مسنون۔ فاذا سوّیتہٗ ونفخت فیہ من روحی فقعوالہٗ سٰجدین +

پھر میں اس سے بڑھ کر بھی کہتا ہوں کہ یہ تمام انسانوں کے لئے فرمایا۔ وبدأ

خَلَقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ اور انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اسکی نسل کو ایک حقیر پانی کے خلاصہ سے بنایا پھر اس کو درست کیا۔ اور اس میں اپنی رُوح پھونکی۔ اور تمہارے لئے کان آنکھ اور دل بنائے۔ بہت تھوڑی قدر کرتے ہو +

اور رُوح بمعنے کلام قرآن مجید کا محاورہ ہے چنانچہ فرماتا ہے وکذلک اوحینا الیک روحًا من امرنا۔

اور فرماتا ہے ویلقی الروح من امرہ علیٰ من یّشآءُ من عبادہ۔ اور یہ رُوح بھی کوئی مسیح سے خاص نہیں چنانچہ تمام مومنین کے لئے۔ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ آچکا ہے +

انجیل اور قرآن مسیح کے بیان میں متحد نہیں

پادری صاحب لکھتے ہیں :۔

"انجیل میں بھی ایسا ہی لکھا ہے" گویا قرآن مجید میں اور انجیل میں مسیح کی پیدایش کا یکساں الفاظ میں ذکر ہے یہ بالکل افتراء ہے۔ قرآن مجید میں جہاں مسیح کی پیدایش کا ذکر ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی ہے +

ویعلمہ الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ورسولاً الیٰ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔ اور سکھائے گا اسے کتاب وحکمت اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا صرف بنی اسرائیل کی طرف +

(اور نبی کریمؐ کے بارے میں وما ارسلنٰک الّا کافۃ للنّاس۔ اور فرمایا قل یایھا النّاس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ میں تم سب کیطرف اللہ کا رسول ہوں) پھر مسیح اپنی پہلی تعلیم یہ دیتا ہے کہ اِنّ اللہ ربّی وربّکم فاعبدوہ هٰذَا صِرَاطٌ مستقیم۔ اللہ میرا رب اور تمہارا رب ہے۔ پس اسکی عبادت کرو یہ سیدھی راہ ہے ایسا ہی مرنے کے بعد جب حضرت عیسٰے کی پیشی بارگاہ الٰہی میں ہونی ہے تو وہاں بھی یہی اظہار دیا ہے کہ ما قلت لھم الّا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ

ربّی وربکم - یعنے وہی کہا جو تو نے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے - پس یہ کہنا کہ انجیل و قرآن کا بیان ایک ہی ہے بالکل غلط اور دھوکہ ہے +

پادری صاحب لکھتے ہیں کہ "مسیح کی پیدایش سے سات سو سال پہلے یسعیاہ نے نبوت کی - لڑکے کا نام عمانوئیل یعنی خدا ہمارے ساتھ ہے"

میں کہتا ہوں حضرت نبی کریم صلعم کے بارے میں بھی یسعیاہ باب ۶۰ میں خداوند آیا ہے - چنانچہ پیشگوئی کے الفاظ ہیں :-

نمبر ۷ خداوند کے لئے بائبل میں سے

"اُٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی - اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا - کہ دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائے گی - اور تیرگی قوموں پر - لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا - اور اس کا جلال تجھ پر نمود ہوگا - اور استثنا ۳۳ باب میں خداوند سینا سے آیا - اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا - فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا - دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا + مشہور پیشگوئی ہے - جو حرف بہ حرف نبی کریم پر صادق ہے +

خداوند محمدی کے لئے بھی بائبل میں آیا ہے

پر ہمیں یہ سمجھ نہیں آتا - کہ عمانوئیل کی پیشگوئی کو لوقا باب اول آیت ۲۸ سے جو تطبیق دی جاتی ہے وہ کس طرح پوری اُتر سکتی ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے "خداوند خدا اسکے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا" اور ہم دیکھتے ہیں - یسوع نے داؤد کا کوئی تخت نہیں پایا - بلکہ آخری زندگی میں اس بات کا اقرار کیا - کہ ابن آدم کے لئے سر ٹکانے کی جگہ نہیں +

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :-

کہ فرشتے نے کہا - جو تجھ سے پیدا ہوگا وہ خدا کا بیٹا کہلائے گا -

میں نہیں سمجھتا کہ بیٹا کہلانا یہ کونسی فضیلت کا موجب ہے - کیونکہ بائبل میں تو بنی اسرائیل کو - تم خدا ہو کہا گیا - چنانچہ خود مسیح اس بات کا اقرار کرتا ہے بلکہ جواب ہی یہود کے اعتراض کا یہی دیا ہے +

نمبر ۸ "خدا کا بیٹا" انجیل میں

خدا کا بیٹا اوروں کو بھی کہا گیا

دیکھو یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۵ - یعنے کہا تم خدا ہو جبکہ اُس نے انھیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا - خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں -

پھر اس قسم کے کئی حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں -

(۱) لوقا باب ۳ آیت ۳۸ - اور وہ انوس کا اور وہ سیت کا - اور وہ آدم کا اور وہ خدا کا تھا - گویا آدم خدا کا بیٹا تھا +

(۲) یوحنا باب ۱ آیت ۹ - لیکن جتنوں نے اسے قبول کیا - اس نے انھیں اقتدار بخشا کہ خدا کے فرزند ہوں - گویا سب مومن خدا کے بیٹے ہیں - (۳) متی باب ۶ آیت ۶ - لیکن جب تو دعا مانگے اپنی کوٹھڑی میں جا اور اپنا دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے - دعا مانگ +

متی باب ۶ آیت ۱۸ - تاکہ تو آدمی پر نہیں - بلکہ اپنے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزہ دار ظاہر ہو - اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے - (۴) ۸۹ زبور آیت ۲۶ وہ مجھے پکار کے کہے گا کہ تو میرا باپ میرا خدا اور میری نجات کی چٹان ہے - (۵) خروج باب ۴ آیت ۲۲ - تب تو فرعون کو یُوں کہیو - کہ خداوند نے یُوں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے سو میں تجھے کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے - پھر شیث کو خدا کا بیٹا - اور افرائیم کو خدا کا پلوٹھا بیٹا کہا گیا ہے - اور پہاڑی وعظ میں مسیح کہتا ہے مبارک وہ جو صلح کرنیوالے ہیں کیونکہ وہ خدا کے فرزند کہلائینگے - پھر اس کے ساتھ یہ بھی دیکھئے کہ مسیح کو اسی انجیل میں کئی بار ابن آدم - انسان کا بیٹا کہا گیا ہے - متی باب ۱۱ آیت ۱۹ - ابن آدم کھاتا پیتا آیا - اور وہ کہتے ہیں کہ دیکھو ایک کھاؤ +

اعتراض پھر پادری صاحب لکھتے ہیں +

بنی آدم خطاکار ہیں چہ جائیکہ گنہگار

" محمد صاحب کی پیدایش مثل دیگر بنی آدم کے تھی - اور اس لئے وہ دوسرے لوگوں کیطرح گنہگار و خطاکار تھا - "

یہ امر اپنے موقع پر ثابت ہو چکا ہے کہ یسوعیوں کا یہ عقیدہ سراسر

انسان فطرتاً نیک ہے

غلط ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے ہم کہتے ہیں۔ انسان فطرتاً نیک ہے جیسا کہ اسکے حالات سے ظاہر ہے پھر رسوم اور الف وعادت اور بُری صحبتوں سے گنہگار بنتا ہے۔ کیونکہ گناہ کی تعریف ہے اپنے اختیار سے خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی۔ پس انسان کو فطرتاً گنہگار ٹھہرانا گویا اسپر ظلم کرنا ہے۔ کیونکہ جو چیز انسانی فطرت میں داخل ہے اسپر انسان کو سزا دیجائے تو یہ از حد ظلم کی بات ہے۔ میں قرآن مجید سے اسبات کا ثبوت پیش کرنا چاہتا تھا کہ انسان فطرتاً نیک ہے + مگر چونکہ میرے مخاطب ایک پادری صاحب ہیں اس لئے اسکی ضرورت نہیں فی الحال

یسوع بھی حسب اصول پادری صاحب گنہگار ہے

بائبل کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرتا ہوں کہ یسوع بھی چونکہ عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اس لئے پادری صاحب کے مسلمہ اصول کے مطابق یسوع بھی گنہگار ہی ثابت ہوتا ہے۔ دیکھو کتاب ایوب باب ۲۵۔ آیت ۴۔ پس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجھا جائے۔ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیونکر پاک ٹھہرے۔ اب ہم پوچھتے ہیں۔ کیا یسوع عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا ؟ +

نبی کریم صلعم گنہگار تھے

اعتراض

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :۔

سورۂ والضحےٰ کی ساتویں آیت میں مذکور ہے کہ کیا تجھ کو اُس نے گمراہ نہ پایا۔ اور تجھ کو ہدایت نہ کی + اور پھر سورہ مومن کی ساتویں آیت میں کہا ہے۔ اپنے گناہوں کے لئے مغفرت مانگ + اور سورۂ فتح کی دوسری آیت میں ہے کہ شائد خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرماوے +

ان آیات کا صحیح مطلب جن سے آنحضرت صلعم کا گنہگار ہونا ثابت کیا جاتا ہے

پادری صاحب بے ادبی معاف۔ یہ آپ کی جہالت ہے جس آیت کا آپ نے غلط ترجمہ کیا ہے وہ یوں ہے۔ ووجدك ضالا فهدى۔ قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے میں یہ بات پیش کی گئی ہے کہ ایک آیت دوسری کے خلاف نہیں۔ صرف سمجھ کا پھیر ہے چنانچہ فرمایا۔

ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا

پس جب دوسرے مقام پر :۔

ضال کے صحیح معنے

والنجم اذا ھوٰی ما ضل صاحبکم وما غوٰی آچکا ہے۔ تو یقیناً وجدک ضالًّا کے اور معنے ہونگے۔ قرآن مجید میں نبی کریم صلعم کی پاکبازی کے ثبوت میں ستارے کو پیش کیا گیا ہے کہ جیسے وہ دُور سے اپنی اصلی ہیئت میں نظر نہیں آتا۔ اسی طرح نبی کریم صلعم جس مقام پر ہیں اس کو اس دُنیا کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور دیکھنے والے اپنے قصور نظر سے غلطی کھاتے ہیں۔ آپ ہرگز ہرگز گمراہ نہیں نہ راہ راست سے بھٹکے۔ اسی بنا پر ووجدک ضالًّا کے معنے ہیں کہ ہم نے تجھے اپنی محبت میں سرگردان پایا۔ تو اپنا راستہ دکھایا۔ بلکہ مقصود و مطلوب تک پہنچایا۔ لغت میں ضال کے یہ معنے آئے ہیں قرآن مجید میں بھی یہ محاورہ ہے چنانچہ پسران یعقوب علیہ السلام اپنے باپ کو کہتے ہیں انک لفی ضلالک القدیم تو اپنی پُرانی محبت میں سرگردان ہے۔ ان معنوں کے صحیح ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ الم یجدک یتیماً فاٰوٰی کے مقابل میں اما السائل فلا تنھر آیا ہے جس میں یہ جتایا ہے کہ ضال کے معنے سائل کے ہیں۔ تو یتیم تھا تجھے خدا نے اپنی گود میں لے لیا۔ اس شکرانہ میں کسی یتیم کو نہ جھڑکنا۔ تو بھی سائل تھا خدا نے تیرا سوال پورا کیا۔ اس شکریہ میں کسی سائل کو رد نہ کرنا۔

دوسری آیات کے متعلق میں کچھ تفصیل سے نہیں لکھنا چاہتا۔ کیونکہ استغفار اور ذنب پر سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں بہت بحث ہو چکی ہے۔ استغفار کے معنے کمزوریوں سے حفاظت طلب کرنے کے ہیں بلالحاظ اسکے کہ وہ کمزوری وقوع میں بھی آئی ہو۔ یا نہ آئی ہو۔

استغفر لذنبک کے صحیح معنے

چنانچہ سورہ مومن کی جس آیت کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ یوں ہے فاصبر ان وعد اللہ حق واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار اس سے پہلے حضرت موسٰی اور بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ خدا کا وعدہ برحق ہے مگر اسکے پورا ہونے میں بعض اوقات جماعت کی کمزوریاں سدراہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل چالیس سال تک جنگلوں میں بھٹکتے رہے۔ مسیح کے حواریوں نے ...... کمزوری دکھائی تو جو بات اسوقت حاصل ہو سکتی تھی۔ خصوصاً تخت کا حصول وہ بعد ... کتنی مدت کے

ہوئی۔ اسواسطے اللہ تعالےٰ اپنی کریم صلعم کو فرماتا ہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے ضرور ضرور تم ہی ارض مقدس کے وارث ہوگے۔ کتاب بھی دیجائے گی۔ پر دشمنوں کا غلبہ ہے اور تمہاری جماعت کمزور۔ سامان دینوی بھی جو مظفر و منصور ہونے کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے مہیا نہیں پس اپنی اس قسم کی کمزوری سے جو نظر بحالات ظاہری ترقی کے لئے روک ہوسکتی ہے اللہ کی حفاظت طلب کرتا رہ۔ آخر تو مظفر و منصور ہوگا۔ یہ بغیر دلیل جھگڑنے والے جن کے سینوں میں بڑائی کا دعوٰی ہے اپنی آرزوؤں کو نہ پاسکینگے تو اللہ کی پناہ میں آجا وہ انکے منصوبے جانتا۔ انکے کرتوت دیکھتا۔ تیری دُعاؤں کو سنتا۔ تیری خدمات کو دیکھتا ہے وہ فرقان عطا کرے گا۔ کیونکہ جیسے اندھا اور بینا برابر نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح صالح الاعمال اور بدعمل برابر نہیں وہ گھڑی فتح کی آنیوالی ہے لیکن اکثر لوگوں کو موجودہ صورت حالات میں یقین نہیں آتا۔ لیکن تمہارے رب کا تم سے وعدہ ہے کہ دُعا کرو میں تمھیں مقبولیت عطا کرونگا۔ اور ان کبر والوں کو (پہلے ذکر آچکا ہے) ناکامی و حسرت کی آگ سے اس دُنیا میں بھی جلنا پڑے گا۔

آیت کے سیاق و سباق سے واضح ہے کہ یہاں دشمنوں کے مقابلہ کا ذکر ہے کسی کے گنہگار یا بے گناہ ہونے کی بحث نہیں۔

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر

دوسری آیت جو سورہ فتح کی ابتداء میں ہے اس کا پہلا فقرہ ہی آپکے معنوں کی غلطی واضح کر رہا ہے جو یہ ہے:۔

کہ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً۔ اب غور کرنے کی بات ہے ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی تاکہ تیرے اگلے پچھلے گناہ بخشدے۔ یہ دونوں باتیں کیسی بے جوڑ معلوم ہوتی ہیں۔ پس لامحالہ اسکے معنے اور ہیں جو یہ ہیں:۔

کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی۔ تاکہ وہ عیب جو تیری ذات کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں یا کئے جائینگے۔ ان سب کا جواب ہو جائے۔ کیونکہ یہ امر کتب مقدسہ کی بناپر مسلمہ ہے کہ پیشگوئیوں کا پورا ہونا اور مکہ کی فتح اور قیدار کی حشمت کا خاتمہ مقدس ہاتھوں سے ہوگا۔

آنحضرت صلعم کی پاک زندگی کا ثبوت

پھر پادری صاحب کو میں اس بات کیطرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ جس نے
لاکھوں لوگوں کی زندگیاں بدلدینے اور ناپاک سے پاک بنادینے میں معجزہ نما کام کیا
اسکی اپنی زندگی کے پاک ہونے میں کچھ کلام ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ خود نبی کا
عہدہ عطا ہونا ہی اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ اسکی ہر ایک حرکت و سکون قول
فعل خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ہے اور یہ مقدس انسان یفعلون مایومرون
کا مورد ہے جس رسول کی شان میں من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ آگیا
ہو۔ اس کو گنہگار کہنا حد درجے کی گستاخی ہے خدا تعالےٰ اسکی اطاعت کو اپنی
اطاعت قرار دے اور آپ کہیں۔ نہیں وہ گنہگار تھا۔ خدا تو اسکی زبان سے اعلان کراتا ہے
اِنَّ صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین۔ میری عبادت میری قربانی میرا جینا اور
میرا مرنا سب اللہ رب العٰلمین کے لئے اور اسکے حکم کے ماتحت ہے اور آپ کہتے ہیں وہ نعوذ باللہ
خدا کا نافرمان تھا اس سے زیادہ پر تحدی الفاظ میں اپنی عصمت کا دعویٰ کیا ہو سکتا ہے کہ وہ
تمام جہان کو ڈنکے کی چوٹ سنا سنا کر کہہ رہا ہے کہ میرا جینا میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے
پھر خدا تعالےٰ اسکی بیعت کو اپنی بیعت اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ اسکی رمی کو اپنی رمی قرار
دے رہا ہے (ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ما رمیت
اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ) اور آپ اسے خدا کے منشاء کے خلاف چلنے والا کہنے میں ذرا
بھی حیا سے کام نہیں لیتے۔ خدا تو اسکی ایک ایک بات کو اپنی بات فرماتا ہے (وما ینطق
عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ) اور آپ اسکی باتوں کو نفسانی قرار دیکر اپنی دریدہ
دہنی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ افٍّ لکم۔ پھر خدا تعالےٰ تو فرمائے کہ تو پکار کر کہدے جو میرے
قدموں پر قدم رکھ کر میرے پیچھے پیچھے چلا آئے گا۔ میں اسے اپنا محبوب بنالوں گا (اور یہ
دعویٰ ہی نہیں بلکہ ہر زمانہ میں رسول کریم کی اتباع سے محبوب سبحانی ہوتے آئے ہیں) اور
آپ کہتے ہیں کہ اسکے اپنے قدم بھی راہِ حق پر نہ تھے۔

پادری صاحب کچھ تو انصاف کرو۔ اور یہ آیت پڑھ کر شرماؤ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ۔ ویغفر لکم ذنوبکم۔ اے لیجئے رسول کریم کی اتباع صرف

محبوب خدا ہی نہیں بناتی بلکہ گناہ بھی معاف کرادیتی ہے۔ مبارک ہے وہ رسول جس کے قدموں کی طفیل انسان کے گناہ معاف ہو جائیں اور وہ محبوب سبحانی بنجائے۔ اللھم ارزقنی اتباعہ۔

پھر اس سے بھی زبردست ثبوت آپکے معصوم ہونے کا یہ ہے کہ قرآن مجید آپ کو النبی الامّی فرماتا ہے یعنی وہ نبی جو ہر قسم کے گناہوں سے ایسا ہی پاک ہے جیسے بچہ اس حالت میں پاک ہوتا ہے جبکہ وہ اپنی ماں کی گود میں ہو۔ اور پھر اس نبی کا تعلق اپنے مولیٰ اپنے رب سے ایسا ہی ہے جیسے بچہ کا اپنی ماں سے ہوتا ہے یعنی یہ نبی ایسا ہے جو خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے اور تمام دوسرے انسانوں سے زیادہ مقرب بارگاہ صمدی ہے +

ہاں ذنب آیا ہے جسکے معنے گناہ کے ہرگز نہیں بلکہ انسانی کمزوری کے ہیں۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہر ایک انسان اس قادر قیوم ہستی کے مقابلہ میں کمزور اور ہر آن اس کے فضل کا محتاج ہے +

استغفار گناہوں کی وجہ سے ہی نہیں ہوتا

آپ لکھتے ہیں تمام انبیاء نے اپنے گناہوں کی معافی مانگی ہے۔ آپ قرآن مجید میں حضرت شعیب حضرت ہود کا اپنے گناہوں سے معافی طلب کرنا نکالدیں۔ پھر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ استغفار گناہوں کے لئے نہیں ہوتا۔ سب سے اول دیکھئے کہ باوجود نزول آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر۔ آخر عمر میں حضور کو وحی نازل ہوتی ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ۔ جب تمام گناہ معاف ہو گئے تو استغفار کیسا۔ پھر سنئے جب بہشتی بہشت میں چلے جائینگے اسوقت بھی ان کا استغفار کا شغل ہے (ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیءٍ قدیر) اب بتلایئے یہ استغفار کونسے گناہوں پر ہے ایک اور مقام پر انھم کانوا قبل ذلک محسنین کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون۔ یعنی وہ اس سے پہلے محسن (نیکوکار) تھے راتوں کو بہت تھوڑا سوتے۔ صابر۔ صادق۔ قانت منفق بھی ہیں اور پھر استغفار کرتے ہیں۔ اب تو آپ پر استغفار کی حقیقت کھل گئی ہوگی کہ یہ گناہوں کی بخشش مانگنے کے لئے نہیں۔ بلکہ بمنزلہ اس تریاق کے ہے جو زہر کے اثر سے اپنے تئیں محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کیا جائے +

قرآن میں یسوع کے گناہ کا ذکر نہیں

اعتراض

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :-

قرآن میں یسوع مسیح کے کسی ایک گناہ کا بھی تذکرہ نہیں بلکہ قرآن مجید میں اسے روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا گیا +

قرآن میں کسی نبی کے گناہ کا ذکر نہیں

پادری صاحب کا فرض تھا- اگر یسوع کے گناہوں کا ذکر نہیں تو اور نبیوں کے جن گناہوں کا ذکر ہے وہ بیان کرتے- تاہم اُنپر غور کر سکتے- ہم دعوےٰ سے کہہ سکتے ہیں قرآن مجید میں کسی نبی کے گناہ کا ہرگز ہرگز ذکر نہیں- صرف پادری صاحب کی سمجھ کا قصور ہے جس آیت سے وہ کوئی گناہ ثابت کرنا چاہینگے یقیناً اسی آیت سے پہلے ایک نہ ایک لفظ ایسا ہوگا- جس سے پادری کے تمام اعتراضوں پر پانی پھر جائے گا- دیکھئے حضرت داؤد ہی کے ذکر پر غور فرمایئے- پہلے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ واذکر عبدنا داؤد ذالاید انہ اواب- اور فرماتا ہے واتینٰہ الحکمۃ وفصل الخطاب- باوجود ان تعریفیہ کلمات کے کیا کسی کے وہم میں بھی آسکتا ہے کہ اسکے بعد جو ذکر آئے گا- وہ ان صفات کے خلاف آئے گا ہرگز نہیں- صرف اتنی سی بات پر غور کرنے سے واضح ہو سکتا ہے- کہ آگے آنے والا واقعہ ان صفات کو ثابت کرنے کے لئے ہے نہ کہ تردید کے واسطے +

یسوع کا اپنا اقرار میں نیک نہیں-

پھر بھی اگر پادری صاحب اعتراض کرنے سے باز نہ آئے تو یسوع کا اپنا اقرار ان کو ساکت کرنے کے لئے پیش کیا جائے گا- جو متی باب ۱۹ میں ہے +

ایک نے آکے اس سے کہا- اے نیک اُستاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں- اس نے اُسے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا +

اس کلام سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ- مسیح خدائی کا مدعی ہرگز نہیں تھا دوم- نیک ہونے سے انکار کیا + اقبالی ڈگری تو ہم نے دکھا دی- اب بھی آپ اگر نہ مانیں تو ہمارا کچھ بس نہیں +

آپ کے مسلمہ اصول کے مطابق مسیح کا گنہگار ہونا ثابت ہے

اور یہ جو آپ کہتے ہیں کہ مسیح کا کوئی گناہ قرآن مجید سے دکھا دو۔ ہم کہتے ہیں۔ آپ کے مسلمہ اصل کے مطابق تو یستغفرون لمن فی الارض سے بھی اس کا گناہ ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ من فی الارض میں وہ بھی شامل ہیں پھر یستغفرون للذین امنوا۔ اور نبی کریم کو ارشاد۔ استغفر لذنبك وللمومنین کا فرمان بھی۔ آپ کو ملزم کرتا ہے کیونکہ مسیح کو ایمانداروں سے تو آپ بھی سمجھتے ہونگے لیکن ہم اسپر زیادہ زور نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک تو انبیاء معصوم ہیں ہاں آپ کی انجیل سے یسوع کا گنہگار ہونا نکلتا ہے +

کلمہ کہنے میں کوئی فضیلت نہیں

اور قرآن مجید میں کہیں عیسیٰ کو روح اللہ نہیں کہا گیا۔ رُوْحٌ مِّنْهُ ہے جسکے معنے ہم بتا چکے ہیں۔ اور کلمہ کہنا بھی کوئی فضیلت کی بات نہیں کیونکہ خدا کے کلمے تو اس قدر ہیں کہ انکے شمار کے لئے سات سمندروں کی سیاہی بھی کافی نہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولو جئنا بمثلہ مددا +

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں + مسیح نے اپنے دشمنوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو مجھ پر کوئی گناہ ثابت کر سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ نبی کریم صلعم نے بھی ایسا فرمایا۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ پھر اسپر یہی مستزاد کیا۔ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ ویغفر لکم ذنوبکم میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ نہ صرف میں پاک ثابت ہونگا بلکہ میری اتباع سے تمہارے گناہ بھی معاف ہو جائینگے۔ دوسرے مقام پر آیا ہے یا قومنا اجیبوا داعی اللہ وامنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم +

پھر وہ گناہ ثابت کر سکتا تو صرف اس بارے میں ہے کہ میں سلطنت کا باغی نہیں ہوں کیونکہ یہی مقدمہ ہے جس سے بریت مقصود ہے۔ اور یہ کہنا۔ اس جہان کے سردار کی مجھ میں کوئی چیز نہیں بالکل صحیح ہے۔ مگر پادری صاحب نے غور نہیں کیا مسیح اپنے بعد آنے والے **سرور کائنات** کی خوشخبری دے رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں

اس کے مقابل میں بے حقیقت ہوں +

اعتراض پھر پادری صاحب نے ایک اور افتراء کیا ہے۔

"مسیح نے بہت معجزے دکھلائے۔ لیکن محمدؐ صاحب نے کوئی معجزہ نہیں دکھلایا۔ محمدؐ صاحب کے تمام معجزے وفات سے سو سال بعد لکھے گئے۔ اس لئے ہم یہ نہیں کہتے کہ سچ مچ محمدؐ صاحب نے یہ معجزے دکھلائے قرآن میں محمدؐ صاحب نے صاف کہا ہے کہ اس نے کبھی کوئی معجزہ نہیں کیا سورہ عنکبوت ۴۹۔ آیت میں انکار ہے پھر سورہ بنی اسرائیل آیت ۶۱ میں انکار ہے۔ یسوع نے اندھوں کو آنکھیں بخشیں۔ لنگڑوں کو چلنے۔ گنگوں کو بولنے کی طاقت دی۔ بہت سے مبروصوں اور بیماروں کو چنگا کیا۔ تین مردوں کو زندہ کیا" +

نبی کریم نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا

اما الجواب بعون اللہ الہادی لطریق الصواب۔ آپ کہتے ہیں۔ مسیح نے بہت معجزے دکھلائے۔ پر انجیل میں تو ہم یہ پڑھتے ہیں۔

تب بعضے فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں کہا کہ اے اُستاد ہم تجھ سے ایک نشان دیکھا چاہتے ہیں۔ اس نے انھیں جواب دیا اور کہا اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھایا نہ جائے گا۔

یسوع نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا

پادری صاحب اگر زندہ ہیں۔ اگر ان میں کچھ حوصلہ ہے تو وہ مرد میدان بنکر باہر نکلیں اور ہمیں دکھائیں کہ اس سے زیادہ کونسے کھلے الفاظ انکار کے لئے ہوسکتے ہیں وہ اے استاد کہہ کر مؤدبانہ نشان دیکھنا چاہتے ہیں جواب میں انھیں گالیاں دے کر کہا جاتا ہے کوئی نشان نہیں دکھایا جائے گا۔ پر یونس نبی کا۔ یعنی مرنے کے بعد وہ بھی افسوس یسوعیوں کے اعتقاد کے مطابق پورا نہ ہوا۔ کیونکہ یونس نبی تو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔ پر یسوعیوں کا خداوند قبر میں مردہ پڑا۔ پس وہ نشان کیا ہوا۔ پھر جن نشانوں کو آپ نے گنوایا ہے یہ اگر آپ کسی شخص کو سول سرجن ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے تو میں مان جاتا۔ کیونکہ ہزاروں ڈاکٹر ہیں جو اندھوں کو آنکھیں دیتے ہیں اور لنگڑوں کی

لائیں درست کرتے ہیں۔ پر ایک نبی کی نبوت کو ان باتوں سے کیا واسطہ ہے؟

یسوع کے معجزات مذکورہ فی الانجیل سے الوہیت ثابت نہیں ہوتی

پھر یہ معجزے بھی ایسے نہیں جو یسوع ہی سے خاص ہوں۔ یسوع نے اگر بفرض محال مردہ زندہ کیا۔ تو ہم ۱۔سلاطین باب ۱۷ آیت ۱۲ تا ۲۴ میں پڑھتے ہیں کہ ایلیاہ نے مردہ زندہ کیا۔

اصل الفاظ یہ ہیں۔ اے خداوند میرے خدا۔ اپنی عنایت سے ایسا کیجئے۔ کہ اس لڑکے کی جان اس میں پھر آئے۔ اور خداوند نے ایلیاہ کی دُعا سُنی۔ اور لڑکے کی جان اس میں پھر آئی کہ وہ جی اُٹھا۔ تب ایلیاہ نے اس لڑکے کو اُٹھا لیا۔ × × × اور کہا کہ دیکھ تیرا بیٹا جیتا ہے تب وہ عورت بولی اب میں اس سے جان گئی کہ تو مرد خدا ہے +

ایلیاہ نے بھی مردہ زندہ کیا

الیسع کی لاش نے مردہ زندہ کیا

پھر ۲ سلاطین باب ۴ میں ۔

اور وہ اسکے گھٹنوں پر پڑے پڑے دوپہر کو مر گیا۔ × × × × اور جب الیسع اس گھر میں پہنچا۔ تو دیکھو وہ لڑکا مرا ہُوا اسکے پلنگ پر پڑا تھا۔ سو وہ اندر گیا۔ اور خداوند سے دُعا مانگی۔ × × × × تب اس لڑکے کا بدن گرم ہونے لگا۔ × × × اور لڑکے نے اپنی آنکھیں کھول دیں +

پھر حزقیل نے کئی مُردے زندہ کئے دیکھئے باب ۳۷ آیت ۱۰۔ ان میں رُوح نہ تھی تب اس نے مجھے کہا نبوت کر × × × اور کہ خداوند یہوواہ کہتا ہے کہ اے سانس تو چاروں ہواؤں میں سے آ۔ اور ان مقتولوں پر پھونک کہ وہ جئیں۔ سو میں نے حکم کے موجب نبوت کی اور انہیں رُوح آئی اور وہ جی اُٹھے۔ اور اپنے پاؤں پہ کھڑے ہوئے ایک نہایت بڑا لشکر +

پھر میں کہتا ہوں یسوع تو زندہ تھا الیسع کی مُردہ لاش سے مُردے زندہ کئے۔ ۲ سلاطین باب ۱۳ آیت ۲۱۔ بعد اسکے الیسع نے انتقال کیا۔ اور انھوں نے اسے دفن کیا × × × اور ایسا ہُوا کہ جسوقت وہ ایک مُردے کو گاڑا چاہتے تھے۔ تب دیکھو ایک فوج نظر آئی۔ اور انھوں نے اس شخص کو الیسع کی قبر میں ڈالدیا۔ اور جب وہ شخص گرایا گیا اور الیسع کی ہڈیوں سے لگا تو وہ جی اُٹھا اور پاؤں پر کھڑا ہُوا۔ اب فرمایئے یسوع افضل تھا یا الیسع +

اگر آپ کو حق طلبی ہے تو میں آپکے غور کرنے کے لئے۔ چند آیات پیش کرتا ہوں۔ تا آپ سوچ سکیں کہ انجیل کے محاورہ کے مطابق مردے کے زندہ کرنے کے کیا معنے ہیں۔

انجیل کے محاورہ کے رو سے مردہ زندہ ہونا کے کیا معنے ہیں

(۱) یوحنا باب ۸۔ آیت ۵۲ میں ہے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت کو نہ دیکھیگا فرمایا۔ یہ موت یہ زندگی کیسی ہے۔ کیونکہ ہم تو یسوع کے مریدوں کو بالعموم سو سال کے اندر مرتا دیکھ رہے ہیں۔ لوقا باب ۴ آیت ۴ میں ہے انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ خدا کی ہر بات سے جیتا ہے (۲) پولوس کا قول۔ میں ہر روز مرتا ہوں لوقا باب ۱۰ آیت ۲۷ میں ہے۔ تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنے سارے زور اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر ×× × یہی کر تو جیئے گا۔

باقی رہا اندھوں کو آنکھیں دینا برصوں کو چنگا کرنا۔ سو وہ تو انجیلی محاورہ کے مطابق یہ سب الفاظ روحانی مریضوں پر بولے گئے ہیں۔ پھر ایک تالاب کا قصہ ہم پڑھتے ہیں جس میں ایسے مریض اچھے ہوتے تھے +

نبیوں کے معجزات اوروں نے نہیں دکھائے

پھر کیا آپ بھول گئے کہ یوسف نے اپنے باپ یعقوب کو آنکھیں دیں۔ اور الیسع نے ایک کوڑھی کو چنگا کیا۔ پڑھیئے باب ۵ - ۲ سلاطین۔ دیکھ مینے اپنے خادم نعمان کو تجھ کنے بھیجا ہے تاکہ تو اسکے کوڑھ کو دفع کرے تب الیسع نے اسے کہلا بھیجا۔ یردن میں سات بار غوطہ مار کہ تیرا بدن پھر بحال ہو جائے گا۔ ×××× تب وہ اُتر گیا ×××× اور اس کا بدن چھوٹے بچے کی مانند ہوا اور وہ پاک ہوا +

غرض جب تمام باتوں کی مثالیں نبیوں میں موجود ہیں اور آپ ہی کی بائبل کے حوالے پیش کئے گئے ہیں تو آپ ایسی باتوں سے مسیح کی الوہیت نہیں ثابت کر سکتے +

نبی کریم کے معجزات جاری ہیں

باقی رہی یہ بات کہ حضرت نبی کریم صلعم نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا یہ ایک سیاہ جھوٹ ہے۔ اور نبیوں کے معجزوں کا تو انکے ساتھ ہی خاتمہ ہو گیا مگر سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ کو وہ معجزہ دیا گیا جو قیامت تک قائم ہے وہ کیا

ہے قرآن مجید جس کا ایک ایک فقرہ "آیت" کہلاتا ہے اور تمام مخالفین کو بڑی تحدی سے پکارا گیا ہے ان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکٰفرین ○ کہ اگر تمہیں اسکے کلام اللہ ہونے میں کچھ شک ہو۔ تو اسکی مثل ایک سورۃ بنالو۔ پھر ساتھ ہی پیشگوئی فرمادی کہ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکوگے۔ چودہ سو سال اس دعوٰی کو گذر رہے ہیں جو بڑی غیرت دلانے والے الفاظ میں ہے مگر پھر بھی کسی پادری یا پادریوں کی جماعت کو ہمت نہیں ہوئی اور ہمت کیا ہوتی۔ ہم تو دیکھتے ہیں۔ اس نبی کا ایک غلام آیا۔ اس نے کہا تم میری عربی کتب کا ہی جواب دو۔ مدتیں مقرر کیں انعام پیش کئے مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ پھر اسکے علاوہ اور کئی معجزات آپنے دکھائے۔ جو انجیل کے راویوں سے زیادہ معتبر لوگوں کے وسیلے ہم تک پہنچے۔ اور یہ معجزے سو برس بعد نہیں لکھے گئے بلکہ نبی کریم صلعم کے زمانے میں نوشتے موجود تھے ہاں انجیل صدی برس بعد لکھی گئی اور پھر اسپر ایسے ایسے حادثات ہوئے۔ کہ خود پادری مقر ہیں کہ انجیل میں کئی الحاقات ہیں حتی کہ بعض محققین نے لکھا ہے کہ صرف پانچ آیتیں ایسی ہیں جو یسوعؑ کا کلام ہیں باقی سب غیر معتبر۔

یسوعؑ اور سرور کائناتؐ کے معجزوں کا مقابلہ

اچھا یہ تو آپ کے نزدیک فسانے ہوئے۔ مگر خدا نے تو اسی واسطے اسلام میں مجددین کا سلسلہ جاری رکھا جو ہر صدی کے سر پر آکر اعجاز محمدی کو تازہ کرتے اور نئے سرے مخالفین اسلام پر حجت قائم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس چودھویں صدی کا عظیم الشان مجدد مسیح موعود نبی اللہ آیا۔ اُس نے کئی نشانات دکھائے (دیکھو حقیقۃ الوحی) ان نشانوں کے زندہ گواہ اب تک موجود ہیں۔ مگر آپکے یسوع کے معجزات واقع میں فسانہ سے کم نہیں کیونکہ آپکی طرف سے اب کوئی خصم پر حجت قائم نہیں کر سکتا۔ برخلاف اسکے اگر کوئی معجزات محمدی کا منکر ہے تو اسکے غلاموں میں سے کئی ہیں جو اسکی اتباع کی برکت سے معجزات دکھاتے اور مخالف پر حجت نیرہ قائم کرتے ہیں +

ان آیات قرآنی کے صحیح معنے جن سے معجزات کا انکار نکلتا ہے۔

اب میں ان آیات کے متعلق جواب دیتا ہوں۔ جن سے آپ معجزوں کا انکار نکالتے ہیں (۱) وقالوا

لولا انزل علیہ اٰیٰت من ربہ - قل انما الاٰیٰت عند اللہ وانما انا نذیر مبین -
اس آیت کے صحیح معنے ہی آپکے اعتراض کو رد کر دیتے ہیں - سُنیئے کافر کہتے ہیں اسپر اسکے
رب سے وہ عظیم الشان نشان (دشمن ہلاک ہو جائینگے سیھزم الجمع ویولون الدبر)
کیوں نہیں اُترا - تو کہدے ایک نشان چھوڑ کئی نشان اللہ کے پاس ہیں (اور اپنے اپنے وقت
پر سب ظاہر ہونگے) چنانچہ میں کھلم کھلا اس آنیوالے عذاب سے ڈرانے والا ہوں - بڑے تعجب کی
بات ہے کہ پادری صاحب اس آیت سے نشان دکھانے کا انکار نکالتے ہیں حالانکہ امر اسکے خلاف ہے
معترض آیۃ مانگتے ہیں جواب دیا جاتا ہے ایک آیت کیا آیات اللہ کے پاس ہیں - مگر اس
آیت کی طلب میں دو غلطیاں تھیں وہ چاہتے تھے کہ عذاب کا نشان دیا جائے - دوم جلدی آوے
سو اسکے جواب میں کہا گیا اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلی علیھم -
ان فی ذالک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یؤمنون - کیا تمہارے لئے یہ کتاب کافی اعجاز
نہیں جو تم پر پڑھی جاتی ہے - اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمانداروں کے لئے - مطلب
یہ کہ رحمت کا نشان تمھیں دیا گیا تم کیوں خواہ مخواہ عذاب کا نشان مانگ اپنی ہلاکت چاہتے ہو
پھر قل کفیٰ باللہ بینی وبینکم شہیداً یعلم مافی السمٰوٰت والارض - کہہ کر بتایا خدا تعالےٰ
جو زمین و آسمان کی تمام اشیاء کو جاننے والا ہے - وہ اپنی فعلی شہادت سے بتائے گا کہ تم خدا
کے سچے رسول ہو +

پھر فرماتا ہے - ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجلٌ مسمی لجاءھم العذاب
ولیأتینھم بغتۃً وھم لا یشعرون - اور عذاب کی جلد بازی کرتے ہیں اور اگر
مدت مقررہ نہ ہوتی تو ان پر یہ عذاب آچکتا - اور البتہ ضرور ان پر یکایک آئے گا جبکہ وہ
بے خبر ہونگے یعنی وہ آیت جس کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ بھی یکدم اُنپر ظاہر ہو گی لیکن خدا
رحمٰن ہے رحیم ہے وہ مہلت دے رہا ہے تاکہ عذاب سے ہلاک نہوں مگر یہ بجائے شکریئے
کے کہتے ہیں کہ لولا انزل علیہ اٰیۃ - پادری صاحب اب تو آپ خوب سمجھ گئے ہونگے کہ یہ انکار
نہیں بلکہ بڑے دعوے سے آیات دکھانے کا وعدہ ہے اور اس مطلوبہ آیت کو بھی کھولکر
بتا دیا ہے +

دوسری آیت- بنی اسرائیل- وما منعنا ان نرسل بالاٰیٰت الا ان کذب بھا الاولون- واٰتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ فظلموا بھا- وما نرسل بالاٰیٰت الا تخویفا- اس کا ترجمہ بھی آپنے غلط کیا ہے اور اسی غلطی کی بنا پر معترض ہوئے ہیں دیکھو اسی آیت سے پہلی آیت میں نشان کا ذکر ہے- وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذٰلک فی الکتٰب مسطورا- کوئی بستی نہیں مگر کہ ہم قیامت سے پہلے اسے ہلاک کرنیوالے ہیں یا عذاب سخت دینے والے ہیں اور یہ بات کتاب میں مسطور ہے- پھر آگے فرماتا ہے کہ ہم کو نشان بھیجنے سے کسی چیز نے منع نہیں کیا اور نہ اسبابنے (الا ان بمعنے وگا ان) کہ پہلوں نے اسے جھٹلادیا- چنانچہ باوجود تکذیب ہم نے ثمود کے لئے اونٹنی کا نشان دیا- پھر میں کہتا ہوں کہ ان نرسل بالاٰیٰت سے کل آیات مُراد نہیں بلکہ بعض آیات پس باقی بعض کی نفی نہیں- دوم- ان نشانات کا انکار جو عذاب کے متعلق ہیں- سوم ان نشانات کا جنکی تکذیب پہلے ہو چکی ہے اور خدا کے پاس تو بہت نشانات ہیں وہ اور ایسے نشانات دکھاتا رہتا ہے- غرض ان میں سے کوئی سے معنے بھی کریں- آپ کا اعتراض نہیں پڑتا +

اعتراض

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :-

اور یسوع مسیح صاحب زندہ ہیں- نبی کریم فوت ہو گئے

کہ محمدؐ صاحب مر گئے- وہ مکہ میں پیدا ہوئے- اور مدینہ میں اس سرائے پسینج سے کوچ کر گئے- اور وہ دوسرے لوگوں کی طرح اس کا جسم بھی سڑ گیا- اور خاک اسے کھا گئی- لیکن مسیح کا انجام ایسا نہ تھا +

اور یسوع کی نعش قبر میں ہے نبی کریم زندہ نبی ہیں

اقول وباللہ التوفیق- کہ سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے توفیتنا نمہارے یسُوع مسیح بھی تمہارے ہی اپنے اقرار کے مطابق جو اسی ٹریکٹ میں موجود ہے موت سے باوجود رو رو کر دُعائیں کرنے کے نہیں بچے-

آپ کہتے ہیں جسم سڑ گیا- پادری صاحب ایمان سے کہنا آپ دیکھ آئے ہیں ہرگز نہیں- پس اس افتراء کے آپ خدا تعالےٰ کے حضور جوابدہ ہیں +

ابن مریم کی وفات کا ثبوت قرآن مجید سے   اور صحیح وسالم رہنا کسی کی اُلوہیت کا نشان

ہے تو آپ فرعون کی لاش کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کا بدن حال میں قرآنی پیشگوئی کے مطابق صحیح وسالم نکلا ہے۔ اخیر میں۔ میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ سچے مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید سے یہ امر قطعی طور سے ثابت ہے کہ مسیح بن مریم وفات پاچکا ہے چنانچہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ کے اظہار سے یہ امر واضح ہے۔ یعنی حضرت عیسےٰ خدا کے حضور بیان کرتے ہیں۔ کہ جب تُو نے مجھے وفات دی تو پھر تُو ہی ان پر نگہبان تھا +

پھر سورہ نحل میں ایک آیت قطعی فیصلہ کرتی ہے جو یہ ہے والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جنکی اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ اور مردہ ہیں زندہ نہیں۔ بلکہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ اٹھائے جائینگے یعنی قبروں میں پڑے ہیں ان کو اپنی بعثت کا علم نہیں + اب مسیح کو معبود قرار دیا جاتا تو سب مانتے ہیں۔ پس اسکے متعلق یہ قرآنی بیان غور سے پڑھنے کے قابل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح مرچکا + اور آپ قرآن شریف کی جس آیت سے انکے آسمان پر مرفوع ہونے کا استدلال کرتے ہیں۔ اسکے معنے غلط سمجھے ہیں +

پھر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہمارے رسول کریم صلعم کو بھی معراج ہو چکا ہے اور ہفت آسمان کو طے کرنا بھی بے معنی نہیں رہا۔ بلکہ اسی نظارہ کے مطابق اس دُنیا میں واقع ہُوا اللھم صل علی محمد وآل محمد +

اور یہ جو آپنے لکھا ہے کہ مسیح نے کہا۔ جب میں پیدا ہُوا سلامتی میرے ساتھ تھی اور

میرے مرنے اور پھر زندہ ہونے کے دن بھی میرے ساتھ ہوگی۔ یہی آیت حضرت یحیی کے حق میں بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد باریتعالیٰ ہے وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا۔ پس اگر یوم اموت سے آپ مسیح کی زندگی کا استدلال کرینگے تو یوم یموت سے یحیی کا اب تک زندہ ہونا بھی ماننا پڑے گا +

اصل بات تو یہ ہے کہ چونکہ مسیح کی ولادت اور موت پر یہودیوں کے اعتراضات تھے خدا نے ان کا دفعیہ فرمایا کہ ان کے اثر سے مسیح محفوظ ہے +

کفارہ نمبر ۱ کفارہ ہمارے لئے ہوا

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :-

ہماری سلامتی کے لئے اس نے (مسیح نے) دکھ اُٹھایا اور اسکے کوڑے کھانے سے ہم چنگے ہوئے × × × × اور خدا نے ہم سب کی بدکاری کو اسپر لادا +

کفارہ نمبر ۲ کفارہ کی تردید

واہ پادری صاحب مریدی کا حق اچھا ادا کیا - کہ گناہ تو کئے مُریدنے اور لاد دیئے مرشد پر - میں اسبات کو مان جاتا - اگر کسی کے سر پھوڑ لینے پر کسی دوسرے کا سر درد اچھا ہو جاتا کفارہ پر جو اعتراض ہیں انکے جواب سے مسیحی دُنیا تا حال عہدہ برآ نہیں ہو سکی ہیں اس پر زیادہ نہیں لکھنا چاہتا - کیونکہ مخدوم و مکرم مفتی محمدؐ صادق صاحب اسپر کافی بحث کرچکے ہیں +

نمبر ۱ - آنحضرت کی پیدائش کی خبر فرشتوں نے دی

پھر پادری صاحب نئے سرے سے وہی بات شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان (نبی کریم صلعم) کے باپ کا نام عبداللہ اور انکی ماں کا نام امینہ تھا - انکی پیدائش سے پہلے انکے والدین کو کسی فرشتہ نے آکر خوشخبری نہیں دی +

میں نہیں سمجھتا کہ باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوتے ہیں کونسی قباحت ہے اور یہ نام مریم اور یوسف سے گھٹیا ہیں - اگر پادری صاحب غور سے دیکھیں تو اس علاقہ میں جہاں شرک ہی شرک تھا کسی کا نام عبداللہ ہونا ایک معجزہ ہے اور یہ آپ نے جھوٹ کہا کہ کسی فرشتے نے خبر نہیں دی - میں کہتا ہوں - حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم وہ عظیم الشان رسول ہیں کہ انکی بعثت کی خبر تو خود تمہارے خداوند نے دی - اور میں اس کو پہلے ثابت کرچکا ہوں - پھر انکی شان تو بہت اعلےٰ وارفع ہے - آپ کے غلام احمدؑ کے بچوں کی

احمد کے غلام زادوں کی پیدائش کی خبر فرشتوں نے دی -

ولادت کی خبر بہت پہلے فرشتوں نے دی - آپ تریاق القلوب دیکھیں - چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو دی + صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کی خبر بھی پہلے دی - میاں شریف احمد صاحب کی خبر ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو شائع کی - اور وہ ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے - پھر مولانا نورالدینؓ کے صاحبزادے عبدالحی - ان کی ولادت بلکہ انکے جسم پر پھوڑوں کے نشان قبل از وقت بتائے - پس ایسی باتوں میں مسیح کی کیا فضیلت ہے +

نبی کریم نے شادیاں کیں ۹ **اعتراض** پھر پادری صاحب فرماتے ہیں :-

اس (نبی کریم صلعم) نے کئی مرتبہ شادی کی اور اپنے لئے بہت سی جوروئیں کیں۔

میں کہتا ہوں ہمارے نبی کریم صلعم نے پچاس سال کی عمر تک صرف خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح رکھا۔ جس سے یہ امر واضح ہے کہ بعد میں آپکی شادیاں کسی نفسانی خواہش کی بنا پر نہ تھیں۔ بلکہ اشاعت اسلام اور مختلف فرقوں کے ساتھ اتحاد۔ اور بعض بیواؤں کی خبر گیری۔ اور دلداری کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ نیز نبی اپنی قوم کے لئے ہر نیک امر میں ایک نیک نمونہ قائم کرتا ہے۔ پس مسیح جس نے آپکے عقیدہ کے مطابق کوئی شادی نہیں کی وہ اپنی قوم کے لئے کوئی نمونہ نہیں چھوڑ گیا۔ اور اپنے پیرؤوں کے لئے کوئی ہدایت نہیں دے سکا۔ کہ متاہل زندگی کس طرح بسر کرنی چاہئے۔ برخلاف اس کے حضرت نبی کریم صلعم کا ہر امر میں اسوہ حسنہ انکے متبعین کے لئے موجود ہے جسپر چلکر وہ دُنیا و آخرت میں آرام سے زندگی بسر کر سکتے ہیں +

(نبی کی شادیاں امت کے لئے اسوۂ حسنہ ہے)

اور زید کی مطلقہ سے نکاح بھی ایک بد رسم کے مٹانے کے لئے تھا۔ اور یہ اخلاقی جرأت ایک معجزانہ کام ہے کہ آپنے نادانوں کے طعنوں کی کچھ پروا نہ کی اور نکاح کرکے بتادیا۔ کہ متبنیٰ کی کوئی چیز نہیں اور اسکی بیوی سے نکاح جائز ہے +

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں (حضرت) محمد صاحب نے بہت خون کئے

(نبی کریم نے بہت خون نہیں کئے)

میں کہتا ہوں۔ باوجود اسکے کہ آپ جنگ میں سب سے آگے بڑھتے رہتے اور خطرناک سے خطرناک موقع پر آپ موجود ہوتے پھر بھی ساری تاریخ شاہد ہے کہ آپنے ایک شخص کو بھی قتل نہیں کیا۔ مگر یہ سوال ابھی باقی ہے۔ کہ کیا شریروں۔ بدعہدوں کو جو ملک میں فساد پھیلاتے ہیں قتل کرنا۔ ظلم یا گناہ کی بات ہے۔ اگر یہ صحیح بات ہے تو پھر دنیا کی تمام سلطنتیں گنہگار ہیں +

(نبی کریم نے کوئی خون ناحق نہیں کیا)

آپ مسیح کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ آسمان سے لوگوں کی جانیں بچانے کے لئے اترا تھا نہ ان کو ہلاک کرنے کے لئے۔

(مسیح تلوار چلانے آیا تھا)

میں انجیل کی ایک آیت پیش کئے دیتا ہوں۔ آپ اسی پر غور کریں۔ یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں۔ صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں (متی باب ۱۰)

بس میں خدا کے فضل سے آپکے تمام اعتراضات سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اور مینے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح کو کسی طرح بھی۔ سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہیں ہو سکتی +

ریویو

حقائق الاسلام

یہ ایک کتاب ہے جو ۲۷۳ صفحے پر ختم ہوتی ہے کاغذ اور چھپوائی بہت عمدہ۔ مگر لکھائی بالکل معمولی ہے۔ اسکی تعریف بعض اخباروں میں دیکھ کر مجھے اسکے دیکھنے کا شوق ہوا۔ حرف حرف بڑے غور سے پڑھا پڑھنے کے بعد میں اپنے معلومات میں کوئی اضافہ نہیں پاتا۔ اور اسمیں ایک نکتہ بھی ایسا نہیں جس سے کم از کم وقتی طور پر ہی روحانی سرور حاصل ہوتا۔ تعجب ہے کہ والیۂ بھوپال (جنکے علم و فضل کا شہرہ ہے) اس کتاب کو اس مقصد کیلئے مفید سمجھیں جسکے لئے اس کا شائع کرنا ضروری سمجھا گیا۔ حالانکہ بعض اسمیں ایسی باتیں ہیں۔ جو اسلام کے حق میں سخت مضر ہیں +

ا۔ مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم اے منشی فاضل ڈائرکٹر تعلیمات ریاست بھوپال مصنف کتاب ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک صاحب نے کہا۔ وجود باری کی کوئی عقلی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا تم کلام مجید پڑھا کرو۔ اسپر وہ صاحب بول اُٹھے۔ تم افیم کھایا کرو۔ مفتی صاحب اس جواب کی تشریح فرماتے ہیں جسپر انھیں بڑا ناز ہے مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ مفتی صاحب مولوی صاحب کا جواب سمجھے نہیں۔ اگر کوئی دہریہ وجود باری تعالےٰ کے عقلی دلائل چاہتا ہے تو ایک مسلم کیطرف سے اس کا یہی جواب ہونا چاہیئے کہ قرآن مجید پڑھو کیونکہ قرآن مجید ایک مکمل کتاب ہے اور وہ اپنے دعاوی کے دلائل خود دیتا ہے۔ اگر ہم کسی مذہبی عقیدے کے دلائل اپنی طرف سے دیں تو یہ اس مذہب کی خوبی نہیں بلکہ ہمارے ذہن کی خوبی ہے اسی لئے ہم تو اعتقاد رکھتے ہیں کہ وجود باریتعالیٰ کے جسقدر دلائل عقلیہ ہو سکتے ہیں وہ سب قرآن مجید میں موجود ہیں۔ نمونہ کے لئے دیکھو اسلام کی فلاسفی مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام +

اور دلائل ہستی باری تعالیٰ مؤلفہ خلیفۃ المسیح ثانی۔ جو دلیل ہستی باریتعالیٰ کی دی ہے وہ کسی نہ کسی آیت سے استنباط کی ہے پس ایک دہریہ اگر خود نہیں سمجھ سکتا تو وہ کسی قرآن دان سے سُنے مگر اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے۔ اسکی ہستی کے دلائل بھی اسی کتاب سے ڈھونڈے جسکے منجانب اللہ

ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اسبات کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک ہریہ یا آریہ یا عیسائی سے جو کہا جاتا ہے کہ تم قرآن مجید پڑھو تو اسکے یہ معنے نہیں کہ وہ اسکی آیات پر ایک مسلم کیطرح ایمان لائے اور پڑھنے سے پہلے یہ مان لے کہ خدا کا کلام ہے۔ نہیں وہ صرف ان دلائل پر نظر کرے جو کسی دعوے کے اثبات کیلئے دیئے گئے ہیں۔ مفتی صاحب اس نکتہ سے نا آشنا ہیں اسی لئے اپنی تمام کتاب میں وہ قرآن مجید سے بہت کم دلائل لائے ہیں۔ اور صرف تبرکاً کہیں کہیں کوئی آیت لکھ دی ہے +

۲۔ توحید پر جو کچھ مفتی صاحب نے لکھا ہے اس میں کوئی زور نہیں غیر مسلموں پر کوئی حجت نہیں۔ ان کے لئے کوئی ایسی دلیل نہیں دی۔ جو تسلی بخش یا کم از کم مسکت ہو۔ صرف چند ذوقی باتیں کی ہیں۔ اور یہ قابل افسوس امر ہے کہ تمام کتاب میں مفتی صاحب کا یہ طرز ہے وہ معترض کے آگے آگے چل پڑتے ہیں اور اسکی بات اگرچہ کیسی ہی کمزور ہو۔ مانکر اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا اس بات سے انکار کر دیتے ہیں جو موجب اعتراض ہے۔ یہ درحقیقت ایک کمزوری ہے جو نہیں ہونی چاہیئے +

۳۔ **تصدیق رسالت** کے عنوان سے جو کچھ لکھا ہے اسمیں سب سے پہلی غلطی تو یہ ہے کہ لکھ دیا ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے تصدیق رسالت کے بغیر بھی نیکوکاروں کو بخشدے کیونکہ اسلام نے اور مذہبوں کی طرح غفران کا دروازہ غیر مسلموں پر بند نہیں کیا ہے بلکہ تمام موحدین عام کو مژدہ نجات دیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی غلط مسئلہ نہیں ہو سکتا توحید بغیر رسالت کے سمجھ ہی نہیں آسکتی اور توحید کے لئے رسالت کی ضرورت نہ سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مکان کی چھت پر چڑھنے کے لئے سیڑھی کی ضرورت نہ سمجھے مفتی صاحب اس حکمت کو نہیں جانتے جو لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو ضم کرنے میں خدا تعالےٰ نے رکھی ہے۔ کامل توحید اسلام نے سکھائی۔ اور اس کا معلم حقیقی محمد رسول اللہ ہے جو بغیر اسکی غلامی اور اتباع کے دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے توحید کو سمجھ لیا وہ جھوٹا ہے۔ بس ان آیات قرآنی کو جانتا ہوں جنسے دھوکہ کھا کر سرسید اور اسکے متبع میں مفتی صاحب نے غلطی کھائی ہے اور غیر مسلموں کو بھی موحد سمجھ بیٹھے۔ اسپر مبسوط بحث میرے ہادی نے حقیقۃ الوحی میں فرمادی ہے +

(ب) مفتی صاحب کو حضرت خاتم النبیین علیہ صلوٰۃ اللہ رب العلمین کی رسالت کی غالباً

کوئی دلیل نہیں ملی۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کو رسول مان لو۔ کیوں ؟

"ان سب احسانوں کا اتنا بھی عوض نہو کہ ہم آنجناب کی رسالت کی تصدیق تو کریں اور ان کو اللہ کا ایلچی سمجھیں۔"

کیا قابل افسوس کمزوری ہے جو مفتی صاحب کی عبارت سے عیاں ہے۔ اس طرح تو ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنے اپنے محسن کو رسول مان لے۔ مفتی صاحب آپ دوبارہ پڑھیں کہ یہ آپ نے کیا دلیل دی ہے۔ آپ تو ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات ہیں۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ قادیان کے سکول کے پانزدہ شانزدہ سالہ بچوں کو یہ سوال دیجئے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے دلائل دو۔ پھر دیکھئے اسکے جواب میں وہ اتنے عقلی و نقلی دلائل دینگے۔ جو آپ اپنے قصور علم پر حیران رہ جائیں۔

(ج) مفتی صاحب لکھتے ہیں اگر آنحضرت روح اللہ۔ کلیم اللہ اور خلیل اللہ ہونیکے مدعی ہوتے تب بھی اور اقوام کو چون وچرا کی گنجایش تھی۔ تعجب ہے کہ مفتی صاحب کلیم اللہ اور خلیل اللہ اور روح اللہ۔ کو رسالت سے بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کلیم اور خلیل تو امت محمدیہ کے اولیاء بھی ہیں اور روح منہ سے سرفراز تو تمام مومنین ہیں۔

۴۔ ایمان بالقدر پر۔ مفتی صاحب نے ایک حد تک اچھا مضمون لکھا ہے اور اس مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کی ہو گو بعض اہم پہلوؤں کو چھیڑا تک نہیں۔ مگر تاہم جو کچھ ہے غنیمت ہے۔

۵۔ اعتقاد حشر و نشر کے عنوان کے ماتحت جو لکھا ہے وہ زیادہ تر سرسید کے خیالات ہیں۔ حشر اجساد کا کھلا کھلا انکار کیا ہے۔ حالانکہ یہ کلام الٰہی سے ثابت ہے۔ روح بغیر جسم کے تو کچھ چیز ہی نہیں۔ گو یہ جسم کس قسم کا ہو۔ مگر آپ لکھتے ہیں کہ کلام مجید سے یہ کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مرنے کے بعد جو کچھ سزا دیجائیگی وہ ہمارے اس موجودہ مادی جسم کو دیجائیگی جسم کا سرے سے کسی جگہ ذکر ہی نہیں ہے۔ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ کے خدا جانے کیا معنے ہیں۔ مفتی صاحب نعماء جنت اور آلام دوزخ کے بارے میں جو کچھ قرآن و حدیث میں آیا ہے اسکی نسبت یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے سمجھانے اور ترغیب و ترہیب کیلئے ان الفاظ میں ذکر ہے۔ یعنی رجحان طبیعت انکار کیطرف ہے گو ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہیں۔ کہ جنت و دوزخ کی بابت جو

وعدے وعید آئے ہیں وہ سب سچے اور حقیقی ہیں۔ مگر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ یہ تعیین آسان نہیں ہم کس چیز کو واقعی اور کس چیز کو خیالی کہتے ہیں۔ بہر حال یہ مضمون پڑھ کر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مفتی صاحب دائرہ اسلام سے باہر جانیوالوں کے لئے ایک دیوار کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر انہیں اطمینان نہیں دلا سکتے۔ اور خود بھی یقین وعرفان کے اس اعلےٰ درجہ پر نہیں کہ پورے زور کے ساتھ اپنی بات پر قائم ہو جائیں +

میں "ٹیچینگز آف اسلام" پڑھنے کا مشورہ دیتا ہوں تا واضح ہو کہ حشر اجساد کیونکر معقولی طور پر منوانا چاہیئے +

۶۔ اسلام اور معجزات۔ اس عنوان کے ماتحت مفتی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ حد درجہ ایک مسلم قلب کو مکدر کرنیوالا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ اسلام نے پیغمبر علیہ السّلام کے لئے نہ کبھی معجزوں کا دعوٰی کیا۔ اور نہ اپنی تصدیق خوارق عادات سے چاہی۔ حالانکہ نبوت کے ساتھ معجزات (آیات و نشانات) لازم وملزوم ہیں۔ اور ہر نبی نے خصوصاً سیدنا محمد مصطفےٰ نے دعوٰی کیا۔ کہ میں خدائے قادر کیطرف سے معجزات دیا گیا ہوں۔ البتہ ان معجزات کو اپنے بس میں نہیں سمجھا کیونکہ یہ معجزات ہیں مداری کا کھیل نہیں۔ قل انما الاٰیٰت عند اللہ سے عیسائی تو انکار سمجھتے ہیں اور ایک مسلم اقرار سمجھتا ہے کہ اے لولا انزل علیہ اٰیۃ کہنے والو۔ سُنو! میرے اللہ کے پاس بہت سے معجزات اور نشانات ہیں وہ تمھیں ضرور دکھائے گا۔ چنانچہ اُس نے دکھلائے + پس مفتی صاحب کا یہ قول بالکل باطل ہے اور اسلام کی ہتک کہ اُس نے اپنے پیغمبر سے معجزات صادر نہیں کرائے اور اپنے اللہ کیطرف خلاف فطرت شعبدے منسوب نہیں کئے۔ معجزات کو شعبدے کہنا تو کسی غیر مسلم کا حق تھا نہ کہ ایک مسلم کا۔ افسوس ہے مفتی صاحب۔ وما لھا من فروج والارض مددنٰھا والقینا فیھا رواسی کے صحیح معنے عربی زبان کے لحاظ سے نہیں کرتے اور اپنا پیچھا چھڑانے اور اعتراض سے بچنے کے لئے یہ کہنے پر مجبور ہوئے ہیں:۔

آسمان کو گنبد بے شگاف اور سقف محفوظ اور سبع شداد کہا گیا ہے لیکن ان صفتوں سے اسکی اصلی ماہیت ×× مدنظر نہیں ہے بلکہ فقط اسکی وہ حالت جو نظروں کے سامنے ہے اور اسکی بابت وہ خیالات جو اس زمانے میں لوگوں کے دلوں میں تھے

لاحول ولا قوۃ۔ مفتی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے یہ جو کچھ فرمایا درحقیقت غلط ہے مگر چونکہ اس زمانے کے لوگوں کے خیالات یہی تھے اس لئے قرآن نے بھی یونہی کہدیا۔ مفتی صاحب سوچیں کہ دوسرے لفظوں میں انھوں نے نہ صرف قرآن مجید میں باطل کے وجود کا اقرار کرلیا بلکہ یہ بھی مان لیا کہ وہ صرف عرب کے اس زمانہ کے لوگوں کے لئے نازل ہوا۔ اور اس موجودہ زمانے کے لوگوں کے لئے ہدایت نہیں ورنہ ممکن نہ تھا کہ اس میں ایسی باتیں ہوں جسکو آجکل کے لوگ غلط سمجھتے ہیں اور ہیں بھی غلط۔ مفتی صاحب! آپ چند روز کے لئے محض اللہ تعالیٰ کیلئے قادیان آکر قرآن پڑھیں پھر آپ یقین کر لینگے کہ قرآن مجید میں جو کچھ ہے وہی حق ہے۔ لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔ اسی ضمن میں مفتی صاحب لکھتے ہیں

انبیائے سابقین کے معجزات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اس سے اسلام کی طرف سے ان کی تصدیق اور تائید کرنی ملحوظ نہیں ہے۔

ہمارا تو ایمان ہے کہ تصدیق اور تائید ہی ملحوظ ہے۔ آپ اسے معقولی طور پر بیان نہ کر سکیں اور آیات کے صحیح معنے نہ جانتے ہوں تو اس کا یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے کہ آپ سرسید کیطرح یہ اعلان کریں کہ یہ دراصل صحیح نہیں یونہی لوگوں پر اثر ڈالنے کے لئے ایسا لکھ دیا ہے۔ یعنی خداوند علیم و حکیم نے دھوکہ دیا ہے (نعوذ باللہ منہ)۔

۷۔ اس سے آگے اعمال و عبادات کا حصہ ہے۔ طہارت کے متعلق بہت سے اسرار قابل ذکر تھے۔ مگر مفتی صاحب اس کوچہ سے آشنا نہیں اس لئے بالکل سطحی باتیں لکھ دی ہیں حجتہ اللہ البالغہ ہی پڑھ لیتے۔ حال میں ہمارے ایک بھائی نے اسرارِ شریعت ایک کتاب لکھی ہے اسے دیکھتے تا معلوم ہوتا کہ اسمیں کیا کیا حکمتیں ہیں۔

۸۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج کے متعلق بھی بہت سے سوالات آجکل کے ملحدین کے حل کرنیکے قابل تھے اور بہت سے اسرار و غوامض بیان ہو سکتے تھے۔ مگر مفتی صاحب نے معمولی سی باتیں لکھ کر ٹالدیا ہے وہ کتاب جو حسب ایماء والیہ بھوپال لکھی جائے۔ اس میں اس سے بہت زیادہ اور عمدہ لکھا جانے کی توقع تھی۔

۹۔ عام اخلاق کی بحث میں دربارۂ جہاد و جزیہ اور رعایت حقوق کے زیر عنوان ذلت

کی بابت اچھا لکھا ہے گو مضمون ابھی تشنۂ تفصیل ہے +

۱۰- صنف ضعیف کا عنوان دیکر عورتوں کے حقوق پر اچھی بحث کی ہے اور کتاب کا یہی ایک حصہ ہے جو من وجہٍ قابل قدر ہے - اور مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی - کہ مفتی صاحب کی رائے پردہ اور کثرت ازدواج کے حق میں ہے اور ساری کتاب میں غالباً یہی دو مسئلے ہیں جنمیں وہ سرسید کے خیالات سے الگ ہوئے ہیں +

۱۱- ربوا کے متعلق تمہید پڑھ کر میں بہت خوش ہُوا - مگر افسوس ہے مفتی صاحب نے اخیر میں یہ لکھ کر :-

کہ ممانعت سُود کا حکم مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں اور سود در سود کے بارے میں نہیں -

قرآن مجید کے صریحاً خلاف کیا ہے گو اپنی اس رائے کو "کہا جا سکتا ہے" اور "غالباً ایسے ہی ظالمانہ سود کی ممانعت ہو" میں چھپایا ہے لیکن تاہم یہ بھی ایک کمزوری ہے اور مفتی صاحب آجکل کے خیالات سے دب گئے ہیں +

۱۲- غلامی اور اسلام پر بھی خوب لکھا ہے مگر اس سے زیادہ عمدگی کے ساتھ ہمارے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں چھپ چکا ہے +

۱۳- اسلامی تیوہار کے متعلق بھی عمدہ خیالات ہے مگر عید الفطر کی خوشی کے بارے میں یہ لکھنا کہ "ایک مہینے کے پے بہم روزوں کے بعد عید کی سویوں کا مزا وہی جانتے ہیں جو روزوں کی لذت سے آشنا ہیں -" صوم کی حقیقت سے نا آشنا ہونے کا اقرار ہے +

۱۴- عقیقے - اذان وغیرہا کو رسوم اسلام میں داخل کیا ہے - مگر نومولود کے کان میں اذان دینے کی کوئی وجہ نہیں بتا سکے - اور اسے صرف ذوقی باتوں سے ٹال گئے ہیں +

۱۵- جنازہ کے متعلق لکھا ہے :-

"مرنے کے بعد دوسروں کے نماز پڑھنے سے مرنے والے کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے اس کا کوئی جواب تو ہم دے ہی نہیں سکتے"

اس سے واضح ہے کہ مفتی صاحب خیر سے مسئلہ دُعا میں سرسید کے معتقد ہیں - آپ جنازہ کا یہ فائدہ بتاتے ہیں کہ لاش دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور نماز

جنازہ سے دل میں تسکین۔ اور بس۔ یہ بہت ہی بُری توجیہ ہے۔ جو مفتی صاحب کو سوجھی اور یہ نتیجہ ہے۔ انکار اثراتِ دُعا کا +

۱۶۔ طعام اہل اسلام کے عنوان کے نیچے آپ نے دبی زبان میں تسلیم کیا ہے کہ گوشت روحانیات کے لئے مضر ہے مفتی صاحب نے خیال نہیں کیا۔ کہ ایسا کہنے سے وہ درحقیقت یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام میں بہت کم روحانیت تھی۔ کیونکہ وہ خوب گوشت کھاتے تھے۔ (ب) حرمت خنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ کے بارے میں اس سے بہت زیادہ وجوہات بیان کی جا سکتی تھیں +

۱۷۔ تصوف کے بارے میں مختصر لکھا ہے اور شکر ہے کہ اسمیں صوفیاء کی بدعات اور ان کے ایجاد کردہ طریقوں کی تائید نہیں گو تردید بھی نہیں +

۱۸۔ مسلمانوں کے لباس اور وضع قطع کے بارے میں بھی مفتی صاحب کے خیالات بُرے نہیں اچھے ہیں یہ میری رائے ہے اس کتاب کی نسبت جو مینے نہایت ایمانداری سے عرض کر دی۔ زبان اس کتاب کی بہت اچھی ہے اور قابل تعریف ہے۔ قیمت ۸/ ملنے کا پتہ :۔ مفتی محمدؐ انوارالحق صاحب ایم اے منشی فاضل ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات بھوپال +

یہ کتاب ہمارے احمدی دوست اس نقطۂ خیال سے رکھ سکتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں کو دکھائیں تمہارے منتہی جو کچھ لکھتے ہیں۔ ہمارے مبتدی بھی اس سے بہتر جانتے ہیں اور یہ مسیح موعود کے قدموں کی طفیل ہے +

یہ ریویو نامکمل رہے گا۔ اگر یہ بھی نہ لکھ دیا جائے کہ آیاتِ قرآنی کی صحّتِ کتابت کا انتظام مفتی صاحب سے ایک اسلامی ریاست میں نہیں ہو سکا۔ اور بعض الفاظ کی غلطی تو کاتب کیطرف منسوب بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بار بار ایسا لکھا گیا۔ مثلاً محمد الرسول اللہ۔ اور عبید الضحیٰ +

آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصّہ

غیر احمدیوں کیطرف سے جو رسالے شائع ہوتے ہیں۔ انمیں اسوۂ حسنہ نہ صرف باعتبار لکھوائی وچھپوائی بلکہ بلحاظ ایسے مضامین کے جو مسلمانوں کی عملی زندگی میں کام آنیوالے ہیں۔ ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ مگر افسوس کہ اسمیں بعض اوقات ایسے مزخرفات شائع ہوتے ہیں کہ طبیعت حد درجے مکدّر ہوتی ہے۔ جون کے رسالے میں القصص کے ماتحت ہابیل وقابیل کا قصہ لکھا ہے اور ایسی طرز میں لکھا ہے کہ ہمارے قصہ نویس صاحب گویا وہاں بنفس نفیس تشریف فرما تھے +

چنانچہ دونوں بھائیوں کے جھگڑے کی بنا یہ ٹھہرائی ہے کہ **اقلیما** قابیل کی سگی بہن تھی اس کے نکاح میں لانیکے متعلق دونو بھائیوں کی آویزش ہوئی۔ قابیل نے کہا میں حقدار ہوں ہابیل نے کہا میرا حق ہے:۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا اقلیما تمہاری بہن ہے تمہارے ساتھ پیدا ہوئی اس احترام کی وجہ سے وہ تمہارے لئے حلال نہیں۔ حرّمت علیکم امھٰتکم وبنٰتکم واخواتکم +

قصہ نویس سے عقل و درایت تو پہلے ہی رخصت ہوچکی ہے مگر معلوم ہوتا ہے۔ ذوق افسانہ گوئی میں وہ تاریخ کی بھی پروا نہیں کرتا۔ آپ استدلال فرماتے ہیں قرآن مجید کی ایک آیت سے۔ گویا یہ قرآن مجید جو بین الدفتین اسوقت موجود ہے اور جو اسلامی عقیدے کے مطابق صرف حضرت آدم بلکہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ کے بعد نازل ہوا۔ وہ ابتداء دُنیا میں بھی نازل ہوکر ذائع وشائع ہوچکا تھا جبھی تو حضرت آدم نے ایک آیت سے استدلال کیا اور اسوقت شریعت محمدیہ کے ماتحت لوگ چلتے تھے افسوس ہے اس علم وعقل پر +

ہم قرآن مجید میں ان آیات کو دیکھتے ہیں تو انمیں نہ ہابیل کا ذکر ہے نہ قابیل کا۔ بلکہ وہاں تو دو آدم زادوں کا ذکر ہے جنمیں سے ایک مقرب بارگاہِ خداوندی ہوگیا۔ اور دوسرا نہ ہوا۔ اور اس علم رجوع خلق استجابت دُعا وغیرہا امور سے ہورہا تھا۔ اس لئے ایک بھائی نے دوسرے کو قتل کرنا۔ چاہا۔ مگر دوسرے نے کہا میں تیرے قتل کی نیت سے ہاتھ نہیں اُٹھاؤنگا (یہ مطلب نہیں کہ تیرے حملہ کا بچاؤ بھی نہیں کرونگا۔) آخر اس غیر مقرب بارگاہِ الٰہی نے اپنے بھائی کو قتل کردیا۔ ایک کوّے کو زمین کریدتے دیکھ کر (جیسا کہ کوّوں کی عادت ہے) قاتل کو شرم آگئی کہ میں کیوں بھائی کی لاش اسی طرح دبا نہیں دیتا بس دبادی۔ اب اسکے متعلق یہ قصہ تراشنا کہ ایک کوّے نے دوسرے کوّے کو قتل کیا اور پھر زمین میں۔ دبا۔ دیا۔ بالکل افترا محض ہے٭٭

٭٭ کیا آدم کے وقت کے کوّوں میں تو یہ طریق تھا کہ وہ ایک دوسرے کو ماردیتے اور پھر لاشیں دبا دیتے اور اب کوّے اس طرز کو بھول گئے ہیں؟ لکھتے ہوئے کچھ تو سوچنا چاہیئے اور کلام الٰہی میں تحریف کا مرتکب نہیں ہونا چاہیئے +

ہمارے بھائیوں کے مکان دارالامان میں

ہمارے پیارے احمدی برادران ملت یہ معلوم کر کے بہت خوش ہونگے کہ عہد خلافت ثانیہ میں جہاں ہر قسم کی ترقی ہوئی ہے وہاں مکانات کی بھی کافی تعداد قادیان دارالامان میں بنی ہے۔ مکان تو بیشک ان سے بہت بڑھ چڑھ کر عالیشان دیگر شہروں میں بنے ہیں اور بنتے رہینگے مگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنے گھر بار چھوڑ کر جو جھونپڑا کسی بستی میں بنایا گیا ہے اُسکی ایک ایک کچی اینٹ ان پختہ مکانات سے زیادہ قیمتی ہے +

بہشتی روڈ (وہ سڑک جو مقبرہ بہشتی کو جاتی ہے) پر مکرمی منشی محمد اشرف صاحب گجراتی ناظر صدر انجمن احمدیہ کا پختہ مکان (۱) عرصہ سے بن چکا تھا + اسکے ساتھ برادر مولا بخش صاحب باورچی لنگر نے خاص ہمت سے کام لیکر اپنا مکان (۲) بنوایا۔ اور اس سال اسکے ساتھ برادر محمد یامین صاحب تاجر کتب احمدیہ نے اپنا مکان (۳) بنایا ہے برادر محمد یامین صاحب جب احمدی ہوئے تو انکے ماں باپ نے ہر قسم کی امداد ان سے منقطع کر لی بلکہ دیکھنا تک بھی گوارا نہ تھا۔ بے سرو سامانی کی حالت میں دارالامان پناہ گزین ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے انکے لئے سب سامان کر دیئے وجہ معاش بھی ہو گئی بیوی بچے بھی دیئے۔ ایکمکان بھی دیا۔ ومن یہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ + (۴) اس عاجز کے جھونپڑے کا ذکر تو آہی چکا ہے (۵) برادر مکرم ضیر خان نے بھی ایک مکان ڈاکٹر عبداللہ صاحب کے مکان کے پاس بنوایا جو غریب مہاجرین کے کام آرہا ہے آجکل اسمیں ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی رہتے ہیں۔ ماسٹر صاحب نے الفضل کی خدمات سے سبکدوش ہو کر اللہ توکل اپنے اہل وعیال کے ساتھ یہیں بودوباش اختیار کر لی ہے ایک دوکان میں کچھ کتابیں اور فروخت کا سامان رکھ لیا ہے۔ ماسٹر صاحب کے پاس سرمایہ نہیں ورنہ وہ اسے اعلیٰ پیمانہ پر چلائیں۔ اگر کوئی بھائی سرمایہ کی امداد کریں تو دونو کے حق میں دینی نفع کے علاوہ دنیوی منفعت کا موجب ہو۔ ماسٹر صاحب نہایت نیک اور قابل انسان ہیں۔ ایک تجربہ کار ایڈیٹر اور مترجم ہیں۔ بیرونی اخبارات ورسالجات بھی ان سے کام لے سکتے ہیں۔ اللہ انکے کاروبار میں برکت دے۔ (۶) برادر احمد الدین صاحب زرگر نے بھی اپنے مکان میں کچھ افزایش کی ہے (۷) برادر مکرم معظم جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے مکان تو عہد خلافت اولیٰ ہی میں خرید لیا تھا۔ اب اسکے ایک حصہ کو پختہ بنوایا ہے جو غالباً دفتر کا کام دیگا (۸) قاضی عبدالرحیم صاحب جو بورڈنگ و مدرسہ اور ان سب سے بڑھ کر منارۃ المسیح کی عمارت اپنی زیر نگرانی تیار ہونے پر بیالغر کیلئے

ہیں) نے اپنا پختہ مکان مدرسہ پرائمری سرکاری کے پاس بنوایا ہے خدا اسے بابرکت کرے۔ قاضی صاحب ملازمت سے سبکدوش ہو کر اب تجارت کیطرف متوجہ ہوئے ہیں حال ہی میں کوئلہ منگوایا ہے جو سکنائے قادیان کی ضرورت متعلقہ ہیزم کو بہت حد تک رفع کردیگا مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ کوئلہ جلنے میں بہت عمدہ ہے ہم اپنے بھائی کی حوصلہ افزائی کریں تو فریقین کے لئے نفع رساں ہے۔ (۹) اسی کے قریب مکرم بھائی۔ حضرت مسیح موعود کے پرانے مخلص شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی کا مکان ہے جو اگرچہ کچا ہے۔ مگر جس اخلاص سے اس غریبی میں بنایا گیا ہے میری نظر میں بہت ہی قیمتی ہے۔ (۱۰) ہاں رستہ بھول گیا اور آگے نکل گیا حکیم محمد عمر صاحب کے مکان کا ذکر رہ گیا جو بہت کھلا ہے اور پختہ ہے۔ (۱۱) بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کا مکان ہے جو انھوں نے علاوہ خرچ زر کثیر بڑی محنت سے بنایا ہے (۱۲) پھر میرے عزیز بھائی محمد شفیع صاحب سب اورسیر کا شاندار مکان ہے جو حضرت مسیح موعود کے پرانے مخلص شیخ عبدالعزیز صاحب کے فرزند ارجمند ہیں (ب) اسی کے ملحق شیخ محمود احمد صاحب نے محمود منزل کے نام سے اپنی نشستگاہ تیار کی ہے + (۱۳) شیخ نور احمد صاحب مختار کار خاندان حضرت صاحب نے ایک مکان دو منزلہ بنوایا ہے (۱۴) بابا حسن محمد صاحب نے (۱۵) اور شیخ رحمت اللہ سوداگر چرم نے بھی اپنے اپنے مکانوں کو پختہ کرایا اور بالاخانے بنوائے (۱۶) بالاخانوں کے ذکر پر چوہدری حاکم علی صاحب کے پختہ دو منزلہ مکان بھی اسی فہرست میں شامل کر لینا چاہیئے۔ (۱۷) سید غلام حسین صاحب کیٹل فارم حصار نے اپنا شاندار مکان بنوایا۔ (۱۸) اسکے ساتھ مستری دین محمد صاحب سوداگر آہنی اشیاء کا مکان ہے وہ بھی انہی سالوں میں تیار ہوا ہے (۱۹) اب دارالعلوم کے مکانات کو لیجئے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب کی وسیع حویلی جو اسبات کا نشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کے مخلصین کو دینی و دنیوی انعامات سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ میں ابھی کہہ رہا تھا جو میں نے مولوی صاحب موصوف کی وصیت پڑھی جس میں لکھا تھا۔ میری ملکیت میں صرف ایک بھینس ہے یا اب محض اللہ کے فضل سے کئی ہزار کے مکان کے مالک ہیں جو سب تو تعمیر مکانوں سے کھلا ہے اللہ تعالیٰ اور بھی فراخی دے (۲۰) اسکے ساتھ ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب کا ہفت ہزاری مکان (۲۱) اس کے ساتھ جناب اختر علی صاحب بھاگلپوری کا پختہ مکان۔ یہ تینوں مکان دیر سے بن چکے ہیں۔ (۲۲) انہی کے ساتھ اب مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹی کا پختہ مکان تیار ہوا ہے (۲۳) پھر اسی لائن میں حال ہی میں برادر عبداللہ صاحب مہاجر مونگ نے اپنا مکان

بنایا ہے جو بہت با موقعہ ہے۔ ایک ضرورت سے اگلا مکان فروخت کیا تو برادر موصوف نے
دم نہیں لیا جب تک دوسرا مکان نہیں بنالیا۔ یہ مکان کچا ہے مگر جس ہمت اور اخلاص سے تیار
کیا گیا ہے پیغام بلڈنگس لاہور کے کئی پختہ مکانوں سے اس کی ایک ایک اینٹ زیادہ قیمتی ہے۔ اللہ
تعالےٰ میرے ہم وطن بھائی کو مع اہل وعیال کے دنیا و آخرت میں آرام سے رکھے۔ آمین (۲۴) آگے
بابو رحمت اللہ صاحب اوورسیر پشاور کا خوبصورت فراخ اور عالیشان مکان بن رہا ہے جو کئی ہزار
روپے کے خرچ سے غالباً دسمبر تک تیار ہو جائے گا۔ (۲۵) مرزا برکت علی صاحب محاسب تشحیذ
نے بھائی عبدالرحیم صاحب کے مکان کے ساتھ اپنا گھر بنوایا ہے (۲۶) دوسرا قطعہ زمین جو نواب
روڈ کے شرقی جانب بورڈنگ ہوس کے بالمقابل واقع ہے وہاں (۲۷) سب سے پہلے ماسٹر عبدالرحمن
صاحب (جو آجکل کالا پانی میں ہیڈ ماسٹر ہیں) نے زمین خریدی تھی انھوں نے ایک مکان بنایا ہے
جو کفایت شعاری اور پھر فراخی و ضروریات کی موجودگی میں ایک نمونہ ہے (۲۸) اسی کے ساتھ
ہمشیرہ بھائی غلام قادر۔ اہلیہ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا مکان ہے جس کے احاطہ میں (۲۹)
مولوی محمد جی صاحب کا مکان ہے (۳۰) آگے جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کا
پختہ مکان ہے جو باعتبار اپنی خوبصورتی و رنگینی کے قادیان میں اپنی وضع کا پہلا مکان ہے۔
میر صاحب حال ہی میں دہلی سے ہجرت کر کے حضرت فضل عمر کے قدموں میں آئے۔ خدا مبارک کرے۔
(۳۱) اس کے ساتھ شیخ محمد نصیب صاحب کا پختہ مکان ہے جو ایک طرف سے دو منزلہ ہے یہ مکان
بھی بہت عمدہ ہے شیخ صاحب میرے قدیمی مہربان ہیں جب میں قادیان آیا تو مدرسہ میں بطور محرر
ملازم تھے پھر اللہ نے وسعت دی اور پختہ مکان بنوانے کی توفیق ملی۔ اور اس توفیق کی جاذب
ان کی ہمت و محنت ہے (۳۲) برادر فضل محمد صاحب ہرسیاں کا مکان (۳۳) مولوی غلام نبی
صاحب مصری کا مکان جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے بعض جھونپڑوں کا قادیان میں نمونہ ہے۔
اور فی بیوت اذن اللہ ان ترفع میں داخل (۳۴) منشی عطا محمد صاحب مدرس تلونڈی
جھنگلاں کا مکان (۳۵) برادر نیاز محمد صاحب کمپونڈر پاک پٹن کا مکان۔ سید عظیم شاہ صاحب
کے زیر اہتمام بخیر و خوبی تیار ہوا (۳۶) ہمارے مکرم معظم زمرہ عشاق مسیح موعود علیہ السلام
کے ایک فرد مولوی عبید اللہ صاحب بسمل کا پختہ مکان۔ (۳۷) مولوی رحیم بخش صاحب تلونڈی جھنگلاں

اور برادر علی گوہر صاحب کا مکان جو پہلے دفتر تعمیر میں ملازم تھے اور آجکل بٹالہ سے قادیان تک یکہ چلاتے ہیں اور بھائیوں کی خاص توجہ کے مستحق ہیں (۳۸) برادر محبوب باورچی دارالاقامہ ہائی سکول کا مکان جو مختصر اور ہمت و حوصلہ احمدیت کا نمونہ ہے +

اس کے علاوہ منشی محمد اشرف صاحب کے مکان کے پاس مستری فضلکریم صاحب نے اپنی دکان کے لئے۔ اور برادر فقیر محمد صاحب نے مکان کے لئے بھرتی ڈلوائی ہے۔ منشی غلام نبی صاحب انچارج الفضل بھی بھرتی ڈلوا چکے ہیں منشی صاحب اپنے نام کے ساتھ بلانوی پسند کرتے ہیں دعا ہے کہ جلد مکان بنوانے کی توفیق پائیں تا قادیانی کہلائیں۔ ادھر اس لائن میں جہاں برادر عبداللہ صاحب پٹھان۔ جناب کاشانی و صوفی تصور حسین صاحب کے مکانات ہیں حافظ جمال احمد صاحب سب ایڈیٹر الفضل بھی بھرتی ڈلوا چکے ہیں امید ہے جلد مکان بنوانے کی توفیق پائینگے + آنزوئے ڈھاب پر سب سے پہلے جانے والے فخر ملتانی کا ذکر سب سے بعد میں آتا ہے جو بھرتی ڈلوا کر بنیادیں پختہ اٹھوا چکے ہیں۔ اب دیکھئے مظہر منزل کب بنتی ہے۔ اللھم زد فزد +

علاوہ ازیں مولانا محمد سرور شاہ صاحب حافظ محمد ابراہیم صاحب مولوی فضل الدین صاحب منشی عبدالرحیم صاحب مہتمم تشحیذ بھرتی ڈلوانے کا کام شروع کر چکے ہیں منشی صاحب نو مسلم ہیں۔ تنخواہ تو معمولی گذارہ کے لئے بھی بمشکل کافی ہے ان کی کفایت شعاری قابل قدر ہے کہ بھرتی کے لئے کچھ روپے اپنی وجہ کفاف سے بچالئے تاہم میں سمجھتا ہوں کہ ایسے دوست قومی امداد کے مستحق ہیں (۳۹)۔ ہاں ایک مکان جو مصیبت میں مبتلا نیک بخت بیویوں کے لئے اسوۂ حسنہ کا کام دیگا۔ اس کا ذکر شاید اسی لئے رہ گیا کہ خصوصیت سے الگ لکھا جائے۔ وہ والدہ خواجہ علی کا مکان ہے۔ جس نے محض اپنی دستکاری اور محنت سے روپیہ حاصل کر کے ایک مکان بنوایا + سید احمد نور صاحب کے احاطہ میں کمرہ کی افزایش اور شیخ فیروز الدین صاحب کی چار دیواری (۴۰) اور شیخ نورالدین صاحب و شیخ شیر محمد صاحب کے مکانات کی تیاری کے ذکر پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ فہرست مکمل ہو گئی۔ اللھم زد فزد +

محسن فراموشی

احسان فراموشی کی تازہ مثال رسالہ عبرت (نجیب آباد) کے ایڈیٹر کی تحریر ہے جس نے اپنے رسالہ عبرت ماہ جون میں حضرت کرشن کے متعلق لکھا ہے

"ہمارے ایک پیشوا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حضرت کرشن مہاراج کا ذکر عزت و تعظیم کے ساتھ ہوا ہے ××× اور ایک ایسی حدیث بھی بعض لوگوں نے پیش کی جس میں ہندوستان کے اسود اللون نبی کا ذکر ہے"

یہ شخص اگر بیعت خلافت کی مانند بیعت احمدیت سے قطعی مرتد نہیں ہو چکا تو اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت کرشن کو نبی اس نے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود مرزا غلام احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مانا ہے۔

اب یہ ان کا نام چھپاتا ہے اور اس ہادی برحق کو "بعض لوگوں" سے تعبیر کرتا ہے۔ تا اسے احمدی سمجھ کر غیر احمدی عبرت کی خریداری نہ چھوڑ دیں۔ البتہ حضرت مجدد الف ثانی کا نام ادب و تعظیم سے کھلا کھلا لیتا ہے کیونکہ جمہور اسلام آپ کے قائل ہیں اُف کسقدر حق پوشی اور محسن کشی ہے قاتلہم اللہ انی یوفکون۔

ایک نئی تحقیقات

ستمبر کے مہینے میں جو مضمون انبیاء کی شان از روئے بائبل و قرآن ۔ درج تشحیذ ہوا ہے وہ منشی غلام نبی صاحب بلانوی نے علیحدہ بھی چھپوایا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ عیسائی اور مذہبی حلقوں میں اسے اپنے خرچ پر تقسیم کر کے ثواب حاصل کریں اور مؤلف کی حوصلہ افزائی۔ فی کاپی ۱؎ ایک روپیہ میں بارہ ۱۲

ملنے کا پتہ احمدیہ بک ڈپو قادیان ۔ براہ بٹالہ۔

حقیقت نزول المسیح

پنجابی نظم کی (دو سو صفحہ حجم) کتاب ہے جس میں آیات و احادیث بااعراب کے حوالے سے مسیح ناصری کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت ثابت کی گئی ہے۔ پنجاب کے دیہات میں تبلیغ سلسلہ کے لئے اس سے بہتر اور مکمل کتاب نہیں۔ پہلے آٹھ آنے قیمت تھی اب چھ آنے پر ملے گی۔

ظہور المہدی ۸/ ۔ ادعیۃ القرآن منظوم ۲/ ۔ مجربات نور الدین ہر سہ حصہ ۱۲/ ۔ تحفۃ الملل حصہ دوم و سوم ۱۳/

گھیگھے کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

گھیگھا سخت اور بہت بڑا یا بہت دنوں کا ہو جانے سے آرام نہیں ہوتا مگر تھوڑے دن کا ورم ہوتے ہی علاج کرتے برابر جیسے چھوٹ جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے گھیگھے کو آرام کرنے کا دعویٰ رکھتی ہے دو ایک ماہ تک کرنی چاہیئے اس میں صرفہ بھی بہت کم ہے دوا ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی ملتی ہے جو کہ ہفتہ کے لئے کافی ہوتی ہے قیمت کھانے کی دوا بارہ آنہ (۱۲ر) لگانے کی دوا ۴ر محصولڈاک ۵ر

دانت کے درد کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

لگتے ہی درد مٹاتی ہے روتے کو ہنساتی ہے ایک باریک و مضبوط تنکے یا سینک کے سرے پر روئی لپیٹ کر اُسے اُس دوا میں ڈبو کے ٹھیک درد کے مقام پر لگائے اور اگر دانت کی جڑ میں درد ہو تو ذرا سی روئی ڈبو کے اسمیں بھر دیں فوراً درد بند ہوتا ہے قیمت ۴ر محصول ڈاک ایک شیشی سے ۸ شیشی تک ۶ر

فصلی بخار و تلی کی دوائی

آجکل سیکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کے دوا کا آپ دیکھتے ہونگے اسمیں عموماً کونین رہتی ہے اس لئے یہ دوائی بخار کو کچھ وقت تک روک دیتی ہے لیکن آرام نہیں کر سکتی۔ ایسے بخار کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایکدم آرام کرنیکا دعویٰ رکھتی ہے اور عوام کا فائدہ مدنظر رکھ کر قیمت بھی کم رکھی گئی ہے اسمیں تین خاص صفتیں ہیں ۱۔ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی۔ اس لئے چار پانچ خوراک کے استعمال سے بخار آنا بند ہو جاتا ہے (۲) خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے (۳) تلی کو گلا دیتی ہے قیمت ہیشیشی کلاں ۶ر شیشی خورد ۸ر محصول ڈاک ۵ر دو شیشی ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ